کھانے پینے کی سنتوں، فضیلتوں اور آداب پر بے مثال کتاب

اسلامی

آدابِ دسترخوان

از رشحاتِ قلم
جلالۃ العلم قطب العارفین
حضرت شاہ محمد یوسف علیمی رشیدی پورنوی
قدس سرہ القوی

نظرِ ثانی امیر القلم حضرت العلام ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی، بمبئی

شاہ یوسف اکیڈمی
قاضی ٹولہ ہری پور
امور، پورنیہ، بہار

کھانے پینے کی سنتوں، فضیلتوں اور آداب پر بے مثال کتاب

اسلامی آدابِ دسترخوان

از رشحات قلم
جلالۃ العلم قطب العارفین
حضرت شاہ محمد یوسف علیمیؔ رشیدیؔ پورنوی
قدس سرہ العزیز

نظر ثانی
امیر القلم حضرۃ العلام ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی، بمبئی
[ایم، اے، پی، ایچ، ڈی، گولڈ میڈلسٹ]

ناشر
شاہ یوسف اکیڈمی
قاضی ٹولہ ہری پور، امور، پورنیہ، بہار

کتاب	:	اسلامی آدابِ دسترخوان
تصنیف	:	جلالۃ العلم شاہ محمد یوسف علیمی رشیدی پورنوی
نظرثانی	:	ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی
تصحیح	:	حضرت مفتی قاضی محمد شہید عالم رضوی کٹیہاری
تخریج	:	حضرت مولانا مفتی محمد ابرار احمد رضوی پورنوی
پروف	:	حضرت علامہ افتخار عالم قمر بھاگل پوری
صفحات	:	۵۶
تعداد	:	گیارہ سو، ۱۱۰۰
اشاعت	:	رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مارچ ۲۰۲۰ء، بموقع زریں عرسِ یوسفی
ناشر	:	شاہ یوسف اکیڈمی، قاضی ٹولہ ہری پور، امور، پورنیہ، بہار
قیمت	:	ساٹھ روپے، ۶۰؍

باہتمام ورابطہ کار

نبیرۂ قطب پورنیہ مولانا محمد ندیم یوسفی

شاہ یوسف اکیڈمی، قاضی ٹولہ ہری پور، امور، پورنیہ، بہار

فون نمبر: 09199135652/08789586889

نوٹ: قطب پورنیہ علیہ الرحمہ کی یہ کتاب ان کے وصال [۱۳۶۴ھ] کے پچھتر برس بعد اب شائع ہو رہی ہے۔ صاحب سجادہ حضرت مفتی محمد عبید الرحمٰن صاحب قبلہ کی عنایت سے اس کا قلمی نسخہ ہمیں ہم دست ہوا۔ عزیز مکرم مولانا محمد ندیم یوسفی سلمہ کو رب قدیر اسی طرح توفیق خیر عطا فرمائے کہ وہ یوں ہی اپنے جد امجد حضرت شاہ محمد یوسف علیمی رشیدی علیہ الرحمہ کی اور دیگر کتابیں اور رسائل شائع کرتے رہیں۔ خاکسار راقم آثم غلام جابر شمس پورنوی حضرت مفتی صاحب قبلہ اور عزیز موصوف کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

دعا جو و دعا گو: غلام جابر شمس پورنوی، مقیم بمبئی، ۳۰؍جنوری ۲۰۱۸ء

انتساب

★ قطب الاقطاب دیوان جی
حضرت شاہ **محمد رشید** قدس سرہ العزیز
بانی خانقاہِ عالیہ رشیدیہ، جون پور شریف

ان کے نامور والد ماجد
★ جمال الاولیا حضرت شاہ **محمد جمال الحق مصطفی** بندگی قدس سرہٗ
درگاہِ عالیہ چمنی بازار شریف، پورنیہ

★ حضرت مصنف کے مرشد و مربی
عارف باللہ قدوۃ العاشقین
حضرت شاہ **محمد عبد العلیم آسی** غازی پوری قدس سرہ
سابق زیب سجادہ خانقاہِ رشیدیہ، جون پور شریف

کے نام

نظر کرم کے سوالی و بھیکاری
خاکسار **غلام جابر شمس** پورنوی
و جملہ خدام وارکانِ اشاعتِ
کتبِ قطب العارفین، پورنیہ

احوالِ واقعی

پچھلے کچھ برسوں سے قدیم پورنیہ کی علمی وعرفانی شخصیات کی تلاش وجستجو اوران کی دینی وملی اورعلمی وقلمی خدمات کی دریافت وتحقیق میں سرگرداں ہوں۔ بحمد اللہ امید سے زیادہ کامیابی ملی اورمزید کامیابی کے امکانات روشن ہوتے جارہے ہیں۔ تلاش وتحقیق کے بعد جلالۃ العلم قطب العارفین حضرت شاہ محمد یوسف علیمی رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ ہستی علمی وروحانی اوردینی و تصنیفی کارناموں کے اعتبار سے سب سے بلند وبالا بن کر سامنے آئی ہے۔ آٹھ برسوں کی کڑی تلاش ومحنت کے نتیجے میں قطب العارفین کی آٹھ تصانیف وتحقیقات گرفت میں آچکی ہیں۔ مزید کی تلاش جاری ہے۔ امید ہے کہ ابھی اورمسودے ملیں گے۔

ان میں 'اسلامی آدابِ دسترخوان' کا قلمی نسخہ گوشۂ گمنامی میں تھا۔ ۱۰؍مئی ۲۰۱۱ء کی شام میں چمنی بازار شریف پہنچا۔ تو صاحب سجادہ حضرت مفتی محمد عبید الرحمٰن صاحب رشیدی قبلہ مدظلہ نے بتایا کہ یہ علمی خزانہ ان کے گھر محفوظ ہے۔ ۳؍جون ۲۰۱۲ء کو حضرت مفتی صاحب کے گھر بینی باڑی پہنچ کر میں اسے لے آیا۔ تب اس کی کئی عکسی کاپیاں کی گئیں۔ سب سے پہلے فاضل جلیل مولانا محمد راغب الحسن مصباحی نے اصل مسودہ کو صاف نقل کیا۔ ایک کاپی مولانا مسعود رضا صاحب کلیان یہ کہہ کر لے گئے کہ ہم اسے چھاپیں گے۔ دوسری کاپی میں نے نوجوان فاضل مولانا مفتی ابرار احمد قادری کو دی۔ انہوں نے بھی چاہا کہ وہ اسے شائع کریں گے۔ جامعہ نوریہ بریلی شریف کے فاضل استاذ حضرت مفتی قاضی شہید عالم رضوی صاحب کٹیہاری نے اس کی تصحیح فرمائی۔ مصنف علام حضرت شاہ محمد یوسف رشیدی علیہ الرحمۃ نے حوالوں میں قدیم طرز پر حوالجاتی کتابوں کا صرف نام لکھا تھا۔ مولانا ابرار احمد صاحب نے مجمل حوالوں کی تفصیلی تخریج کی ہے۔ حضرت علامہ افتخار عالم قمر بھاگل پوری نے دل جمعی سے پروف ریڈنگ کی۔ نبیرۂ قطب پورنیہ مولانا محمد ندیم یوسفی سلمہ نے پچھلے برس قطب پورنیہ کی کتاب 'تاریخ پورنیہ' شائع کی تھی۔ اب اس سال وہ اس کتاب مستطاب کی طباعت کا جاں گسل فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ خاکسار راقم حروف مذکورہ جمیع حضرات ذوی الاحترام کا دل سے شکر گذار ہے۔ ہیں۔ اللہ جل وعلا ہم سب کی اس مشترکہ کاوش ومحنت کو قبول فرمائے، آمین

خادم فقرا وصوفیا: فقیر غلام جابر شمس پورنوی

شناخت نامہ

جلالۃ العلم قطب العارفین
حضرت شاہ محمد یوسف علیمیؔ رشیدی علیہ الرحمۃ والرضوانؔ

ڈاکٹر غلام جابر شمس، بمبئی

نامِ نامی:

قاضی محمد یوسف علیمیؔ رشیدیؔ۔ عرفی وشرعی دونوں لحاظ سے قاضی تھے۔ اس لئے نام کا سابقہ قاضی ہوا۔ سلسلۂ رشیدیہ میں عارفِ باللہ سرکارِ آسیؔ شاہ محمد عبد العلیم غازی پوری سے بیعت تھے۔ اس لئے نام کا لاحقہ علیمی رشیدیؔ ہوا۔ شاعری میں تخلص بھی رشیدیؔ ہی تھا۔

والدِ گرامی:

قاضی محمد قمر الدین مرحوم۔ زمیندار، باوقار، سردار، صاحبِ اقتدار، دین پسند، دیندار، وفاشعار، بلند کردار، معبودِ برحق کے عبادت گذار، رسولِ برحق کے جانثار، بندگانِ خدا کے خدمت گذار، بڑوں کی عزتوں کے علمبردار، چھوٹوں پر شفقتوں کی پھوہار۔

ولادت باسعادت:

۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء بمقام قاضی ٹولہ، ہری پور، تھانہ وپوسٹ امور، ضلع پورنیہ، بہار

پرورش وپرداخت:

انتہائی دینی ماحول میں نازونعم سے ہوئی۔ شرافت، نفاست، نجابت، متانت، تہذیب، شائستگی موروثی تھی، جو آپ کی نس نس میں سماتی اور سرایت کرتی گئی۔ بچپن عام بچوں سے الگ تھا۔ لڑکپن تو اور نرالا تھا۔ شرارت، رذالت، خساست تو کبھی پاس پھٹکی ہی نہیں۔

تعلیم وتربیت:

محمد یوسف اب شیر خوارگی کا پالنا اور ڈولنا چھوڑ چکا تھا۔ اکہرے بدن کا سانولا سلونا

سڈول سا بچہ، جس کے چہرے بشرے سے ذہانت برس رہی تھی اور چلنے میں پاؤں کی لڑکھڑاہٹ جا چکی تھی۔ کڑی نگرانی میں تربیت پا رہا تھا اور پروان چڑھ رہا تھا، حضرات وخواتین کا وہ پیارا دلارا لڑکا، اب تعلیم کے قابل ہو چکا تھا۔ گھریلو رکھ رکھاؤ کی بنیاد پر تعلیم کا بندبست گھر پر ہی کیا گیا۔

آغازِ تعلیم:

والدِ گرامی قاضی محمد قمرالدین مرحوم نے باصلاحیت، شریف الطبع، پرہیزگار، بلند کردار اساتذہ کا انتظام کیا۔ کھپرا کے باشندے منشی فرزند علی اور منشی مراد حسین یتیمؔ، جو اپنی نیک نامی، فارسی دانی اور شعروسخن میں معروف تھے، محمد یوسف کو پڑھانے لگے۔ قاعدہ، قرآن سے شروع کیا۔ اردو اور فارسی از ابتدا تا انتہا پڑھا کر چھوڑا۔ تب تک محمد یوسف اردو اور فارسی کے قواعد، املا، انشا، رقعہ نویسی، ترجمہ نگاری، مضمون نویسی، شعرخوانی، بیت بازی، ادب، شاعری کے جملہ آداب واسالیب پر قدرت پا چکے تھے۔ کیوں کہ محمد یوسف کا ذہن تو کبریتِ احمر تھا، آگ لگانے کی نہیں، وہاں تو بس آگ دِکھانے کی ضرورت تھی۔

شعری مذاق:

قاضی ٹولہ ہری پور کا ماحول ادبی اور شاعرانہ تھا۔ ایڈوکیٹ شمس جلیلی نے لکھا ہے کہ یہاں کے پڑھے لکھے، تو پڑھے لکھے۔ ہلواہے اور چرواہے ہل اور بیل چلاتے یا چراتے، تو بوستاں کے اشعار گنگناتے تھے۔ منشی فرزند علی اور منشی مراد حسین تو شاعری میں اپنا جواب آپ تھے۔ مولانا کرامت حسین تمنّاؔ اور مولانا تصدق حسین مشتاقؔ، یہ دونوں دلشاد پور کے باشندے تھے۔ سگے بھائی تھے۔ دونوں کی شاعری شعرائے شیراز کی ہمسری کرتی تھی۔ دونوں کی تصانیف، اردو، فارسی شعری مجموعے، مسدس بوستاں کا خطی نسخہ شاہد عدل ہے۔ ان دونوں فنکاروں نے بھی ہری پور میں اتالیقی واستاذی کی ہیں۔ قاضی گھرانہ ان کا اپنا گھرانہ تھا۔ قاضی محمد یوسف نے ان دونوں اساتذۂ فن سے بھی بہت کچھ فنکاری سیکھی اور سمجھی۔ اسی علمی، ادبی، شعری اور سخن طراز فضا نے بے ریش محمد یوسف کو شاعر نامدار بنا دیا اور یہ طے ہے کہ شاعر بنتا نہیں، پیدا ہوتا ہے۔ شعری مذاق فطری اور وہبی ہوتا ہے۔ تب تو کہنا چاہیے کہ محمد یوسف شاعر ہی پیدا ہوئے تھے۔ دبستانِ ناسخ کے میر سرکارِ آسیؔ غازی پوری کی صحبتِ فیض جب میسر آئی، تب تو پھر سونے پر

سہاگہ ہوگیا اور جلتی پر تیل کا کام کر گیا۔

اعلیٰ تعلیم:

اس دور کی مروجہ تعلیم اور نصاب پورا ہو چکا تھا۔ چاہتے، تو مدرسی، معلمی، مقرری مرشدی کرتے، دفتر، آفس، کورٹ، کچہری میں ملازمت کرتے۔ جس کی ان کو ضرورت نہیں تھی کہ خود صاحبِ جائیداد تھے۔ ذی حیثیت اور با اثر تھے۔ اس وقت کے زمیندار زادوں کے لئے ملازمت اور نوکری معیوب بات بھی سمجھی جاتی تھی۔ ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ آج کی طرح اس وقت جتھا بند طلبا اور دستار بند علما کی کثرت بھی نہیں تھی۔ خال خال ہی علما ہوتے تھے۔ جو پیروں کے حجروں، فقیروں کے جھو پڑوں، صوفیا و مشائخ کے زاویوں سے پڑھ کر اور پی کر خدمتِ دین و سنیت میں لگ جاتے تھے۔ وہ خود کا نہیں، خلق کا خیال رکھتے تھے۔ نظر حال پر نہیں، مآل پر ہوتی تھی۔ اس لئے انسانیت، امانت، دیانت، شرافت، مروت زندہ تھی۔ مسجدیں کچی تھیں۔ نمازی پکے اور دل سچے تھے۔ آہ آج کیا علما، کیا زعما، کیا خواص، کیا عوام، الامان والحفیظ۔ مادہ پرستی، فیشن پرستی، ہوس رانی، رشوت ستانی، دین بیزاری، دولت پرستی کی اس ناگ پھنی نے سب کچھ نگل لیا۔ ساری بساط ہی الٹ کر رکھ دی۔

دار النور جون پور:

خیر، دانش مند بلند اقبال نوعمر محمد یوسف کی علمی پیاس ابھی باقی تھی۔ وہ کسی حجرہ و زاویہ کی تلاش میں تھے۔ قاضی محمد قمر الدین مرحوم رضا مند نہیں تھے کہ ان کا ہونہار بیٹا ان کی نگاہوں سے اوجھل رہے۔ تاہم وہ شہبازِ علم لالہ زارِ پورنیہ سے اڑا اور دار النور، بیت السرور جون پور کے مدرسۂ حنفیہ کی شاخِ علم پر جا بیٹھا۔ استاذ الہند علامہ محمد ہدایت اللہ رام پوری ثم جون پوری، امام احمد رضا کے خلیفہ علامہ احمد حسن کے فرزندِ اوسط علامہ نثار احمد کان پوری اور علامہ سردار احمد پشاوری کو بڑے دنوں کے بعد ایسا جوہرِ قابل ملا تھا۔ جن کی تمام تر صلاحیتوں نے محمد یوسف کے شوقِ علم کے قدِ رعنا اور رخِ زیبا پر غازہ مل دیا۔ محمد یوسف، اب محمد یوسف نہیں رہے۔ علم و فن اور کردار و عمل کا اخگر و انگار اور شرارہ بن گئے۔ ایسا شر رو شرارہ کہ اپنوں کے لئے "کونی بردا و سلاما" اور بے گانوں کے لئے "واغلظ علیہم" کی تفسیرِ پُر تنویر بن کر میدانِ کار میں قدم رکھا۔

چولی دامن:

مدرسۂ حنفیہ اور خانقاہِ رشیدیہ کا رشتہ چولی دامن جیسا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ مدرسۂ حنفیہ میں کوئی پڑھے اور خانقاہِ رشیدیہ کے چشمۂ صافی وشیریں سے نہ پیئے۔ قاضی محمد یوسف تو پیدائشی ہی خانقاہی مزاج رکھتے تھے اور فقر و درویشی کا دلدادہ تھے۔ پاس ہی آبِ حیوانی کا دریا بہے، تو کون کوتاہ قسمت ہے، جو نہ پیئے گا۔ مولانا محمد یوسف کا من تو پہلے ہی سے اس دریا کی ٹوہ میں تھا۔ ہوا وہی کہ یہاں علامہ ہدایت اللہ سے علمِ شریعت پڑھتے تھے اور وہاں سرکارِ آسیؔ سے علمِ طریقت پیتے تھے۔ ذوقِ شعری کو بھی ضیا اور جلا ملتی رہی۔ ذہن جوالہ تھا اور من متولا، اس لئے ساقیا! اور پلا اور پلا کی رٹ تھی۔ جو پوری کر دی گئی۔ دل اور دماغ بیک وقت نور نور ہو کر رہ گیا۔ علم وعرفان کے خزانۂ عامرہ سے دامن اب بھر چکا تھا۔

گھر کی ڈگر پر:

پرندہ صبح روانہ ہوتا ہے۔ سرِ شام واپس آتا ہے۔ علم وادب کا پرندہ اور پنچھی بھی نگر نگر گھومتا ہے۔ بالآخر اپنے گھر کی ڈگر پکڑ لیتا ہے۔ قاضی محمد یوسف، اب شریعت وطریقت کا تمغہ لے کر اور باریش حضرت مولانا مفتی محمد یوسف علیمیؔ رشیدیؔ بن کر گھر لوٹ رہے تھے۔ ادھر گھر پر پُر جوش خیر مقدم کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ قاضی محمد قمر الدین مضبوط اعصاب کے مالک تھے۔ خوش تو تھے، مگر فرزندار جمند کو ٹٹولنا بھی چاہتے تھے کہ دیکھوں تو سہی، کتنے پانی میں ہے۔ مفتی محمد یوسف علیمی کو پانی پلانے اور پانی اتارنے کا ہنر آ چکا تھا۔ مگر یہاں والد کا مقام تھا۔ اس لئے وہ اسی میں خوش تھے۔ جس میں والد خوش تھے۔

امتحانی جلسہ:

قاضی محمد قمر الدین خوشی ومسرت کے بھیگے لمحات میں، مگر ٹٹو لنے کا جذبہ دل میں لئے ایک جلسہ منعقد کرایا۔ کئی علما بلائے۔ کئی من چاول اور گوشت پکوائے۔ اطراف میں دعوتِ عام کر دی۔ جلسہ برپا ہوا۔ شاعروں نے شاعری کی۔ علما کرام نے تقریریں کیں۔ اب مفتی محمد یوسف علیمیؔ کی باری تھی۔ چھریرے جسم، قدرے لمبی تراش کے نوجوان فاضل، جبہ زیبِ تن، دستار زیبِ سر مفتی محمد یوسف علیمیؔ کی زبان جورواں ہوئی۔ تو نہر کی روانی، بحر کی طغیانی مات کھانے لگی۔

آیات و احادیث کی کثرت، مطالب و مفاہیم کی شگفتگی، گاہے گاہے فارسی، عربی اشعار کی گھلاوٹ، زبان و بیان کی شستگی اور چشم و ابرو کے مقناطیسی اشارے، سب نے مل کر ایک سماں باندھ دیا۔ رقت اور حدت پیدا کر دی۔ یہ شدتِ مزاج نہیں، وفورِ علم و عرفان کی گوہر باری تھی۔ علما، خواص، عوام، سب ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے۔ خوش گوار سکتے میں پڑ گئے۔ اب وہاں قاضی محمد قمر الدین تھے، جن کا جامہ مارے مسرت کے پھٹا جا رہا تھا اور مبارکبادیوں کے گجرے تھے، تحسین و آفریں کی صدائیں تھیں۔

میدانِ کار:

قاضی محمد قمر الدین مرحوم رئیس، شریف، زمیندار اور صاحبِ اقتدار شخصیت کے مالک تھے۔ گھریلو ماحول انتہائی دینی اور پاکیزہ تھا۔ اس لئے مفتی محمد یوسف علیمی رشیدی نے اپنے آپ کو دین و ملت کی خدمت و اشاعت کے لئے ہمہ جان و ہمہ وقت وقف کر دیا۔ مفتی محمد یوسف علیمی رشیدی کے سامنے کام کے کئی میدان تھے۔ درگاہِ بندگی چمنی بازار کی باز آبادکاری، تعلیم و تدریس، افتا و قضا، کتب بینی و مطالعہ، تصنیف و تحقیق، نعت نویسی و غزل گوئی، وعظ و تذکیر، رشد و ہدایت، اصلاحِ سماج، تعویذات و عملیات، بوقتِ ضرورت رد و مناظرہ اور مدارس و مساجد کا قیام وغیرہ۔ مفتی محمد یوسف علیمی نے رفتہ رفتہ ان تمام میدانوں میں کا شروع کر دیا۔ ان کے علم کی پختگی نے خواص و عوام کو ان کا گرویدہ بنا دیا اور ان کے عمل کا خلوص ہر زبان کی پکار بن گیا۔ یوں مفتی محمد یوسف رشیدیؔ ہر آنکھ کا نور اور ہر دل کا سرور بنتے چلے گئے اور قدیم پورنیہ کا ہر خطہ اور خطے کے دینی کارکنان و عمائدین ان کے اپنے ہوتے چلے گئے۔

قلمی جہاد:

جلالۃ العلم زبان کے دھنی تھے اور قلم کے بادشاہ تھے۔ جب جیسی ضرورت پیش آئی۔ سینہ سپر ہو گئے۔ ان کی زبان اور قلم میں مصری کی مٹھاس بھی ہے اور حنظل کی کرواہٹ بھی۔ اسلوب کبھی شاداں و فرحاں اور کبھی برق بار و شرر فشاں۔ بدیع، بیان، بلاغت وہ پڑھ چکے تھے۔ مقتضائے حال و مقال جانتے تھے۔ ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ وقف تھا ملت کی خدمت کے لئے، امت کی تعمیر کے لئے، سماج و معاشرہ کی اصلاح و ترقی کے لئے۔ لیکن انتہائی ناگذیر حالات و

اوقات میں انہیں افہام وتفہیم، مباحثہ ومذاکرہ اور ردومناظرہ کی بزمیں بھی برپا کرنا پڑیں اور جہاد بالقلم کا علم بھی بلند کرنا پڑا۔ مشیتِ ایزدی نے ایسی یاوری فرمائی کہ فتح ونصرت اور غلبہ وتسلط نے ہر موڑ پر آپ کا شاندار استقبال کیا اور حق وصداقت کا پرچم پورنیہ کے سرِ فلک تک جا پہنچا۔

تعارفِ تصانیف

[۱] **فوائدِ رشیدی:** یہ فوائد شرح حسامی کے نام سے معروف ہے۔ حسامی مدارسِ اسلامیہ کے نصاب میں شامل ہے۔ عربی کتاب کی شرح عربی زبان میں تحریر فرمائی

[۲] **شرح ایسا غوجی:** ایسا غوجی، یہ سریانی زبان ہے۔ جس کا معنی کلیاتِ خمسہ ہے۔ یہ کتاب فنِ منطق میں ہے۔ پہلے داخلِ درس تھی۔ اب نہیں ہے۔ اس کی ایک شرح میر سید شریف جرجانی نے لکھی تھی۔ اب یہ دوسری شرح شاہ محمد یوسف رشیدی نے قلم بند کی ہے۔ یہ شرح بھی عربی زبان میں ہے۔

[۳] **تعلیقات مناظرۂ رشیدیہ:** اصل کتاب قطب الاقطاب شیخ محمد رشید دیوان جی جون پوری کی ہے۔ اسلامی مدارس میں داخلِ درس بھی ہے۔ شاہ محمد یوسف علیمی کی یہ تعلیقات اسی مناظرۂ رشیدیہ پر ہے۔ یہ بھی عربی زبان میں ہے۔

[۴] **البیان فی معرفة اهل الضلالة و الطغیان:** یہ تصنیف بھی عربی زبان میں تحریر فرمائی گئی ہے۔ جس میں گمراہ اور باطل فرقوں کی شناخت کرائی گئی ہے اور فرقۂ ناجیہ اہلِ سنت کا اثبات کیا گیا ہے۔

[۵] **هدایة الناس عن وسواس الخناس:** یہ اردو زبان میں تصنیف کی گئی ہے۔ جس میں موجودہ گمراہ گر فرقۂ وہابیت سے عام اہلِ اسلام کو متنبہ کرانے کی سعیٔ بلیغ کی گئی ہے۔

[۶] **سر سید کے گمراہ کن اقوال:** نام ہی سے ظاہر ہے کہ سرسید کے خانہ زاد اقوال اور طبع زاد نظریات سے بحث کی گئی ہے۔ جو قرآن وحدیث، اسلامی اصول اور شرعی آئین سے متصادم ہیں۔ جس کا اعتراف آج داشورانِ علی گڈھ کو بھی ہے۔ یہ

تصنیفِ لطیف اردو میں ہے۔

[۷] **رسالۂ سماع**: یہ رسالہ مسئلۂ سماع سے متعلق ہے۔ جس میں سماع مع مزامیر کے جواز وعدمِ جواز پر گفتگو کی گئی ہے۔ شاہ محمد یوسف علیہ عدمِ جواز کے طرفدار ہیں۔ سوادِ تحریر اردو ہے۔

[۸] **انتباہ المسلمین**: اردو میں لکھا گیا یہ رسالہ عام مسلمانوں کی اصلاح اور خیر خواہی کے پیشِ نظر معرضِ وجود میں آیا ہے اور بد مذہبوں کی چال بازیوں اور ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔

[۹] **رسالہ قرأت خلف الامام**: یہ رسالہ نہایت علمی اور معرکۃ الآرا ہے۔ کثیر فقہی جزئیات پر مبنی یہ رسالہ مفتیانِ کرام کے لئے انتہائی چشم کشا ہے۔ خطی نسخہ موجود ہے۔

[۱۰] **اقوال العلماء الکبار فی مسئلۃ تقبیل المزار**: یہ کتاب بھی اردو میں ہے۔ مزاراتِ اولیاء کرام پہ حاضری، فاتحہ خوانی اور مزاراتِ مقدسہ کو چومنے کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

[۱۱] **اسلامی آدابِ دستر خوان**: اردو میں لکھی گئی یہ کتاب انتہائی عام فہم اور مفید و معلوماتی ہے۔ کھانے پینے اور کھلانے پلانے کی سنتوں اور فضیلتوں پر مشتمل ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ایسی لاجواب کتاب شاید ہی کہیں اور ملے۔ اس کی کتابت ہو چکی ہے۔

[۱۲] **فاتحہ مروجہ کی حقیقت**: یہ عرفی نام ہے۔ اصلی نام الحجۃ الواضحۃ علیٰ من انکر جواز الفاتحۃ، ہے۔ ۱۳۵۵ھ میں تصنیف کی گئی یہ کتاب مصنف علام کی حیاتِ مقدسہ ہی میں ۱۳۶۰ھ میں چھپی تھی۔ دوسری اشاعت اب ۱۴۳۳ھ میں ہوئی ہے۔ اس کا سببِ تصنیف بھی منکرینِ فاتحہ کی تفہیم و فہمائش اور ردو انکار ہے۔

[۱۳] **آثارِ قدمِ رسول**: یہ کتاب نادر مواد و تحقیقات پر مبنی ہے۔ قلمی صورت میں موجود ہے۔ خانقاہِ رشیدیہ کے صاحبِ سجادہ فقیہِ بصیر و محقق بے نظیر حضرت مفتی محمد عبید الرحمٰن صاحب قبلہ نے اس کا خطی نسخہ ہمیں عنایت فرمایا ہے۔

[۱۴] **میلادِ رسول:** یہ چھوٹی کتاب ہے۔ مگر حجم اور قد میں چھوٹی اور قدر اور قد میں موٹی اور قدآور ہے۔ ہر گھر آنگن میں میلاد خوانی کے لئے نہایت آسان اور سلیس زبان میں لکھی گئی ہے۔ دلچسپ اور دل پذیر روایات درج کی گئی ہیں۔ جگہ جگہ اشعار بھی خوب ہیں۔ تاکہ مرد وخواتین اور بچے ذوق وشوق سے میلادِ پاک کی منعقد کرسکیں اور پڑھ سکیں۔

[۱۵] **تاریخِ پورنیه، حصه اول:** یہ قدیم پورنیہ کی تاریخ وثقافت اور آثار واخبار پر سب سے پہلی اور مستند کتاب ہے۔ بعد کے قلمکاروں نے اسی منبعِ نور سے روشنی کشید کر کے اپنی اپنی کتابیں اور مضامین لکھے ہیں۔ محقق ومؤرخ موصوف کی حیات، ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ پھر دوبارہ نہ چھپی۔ اب کمپوزنگ ہوئی ہے۔ کوئی دردمند چاہے، تو فوراً چھپ سکتی ہے۔

[۱۶] **تاریخِ پورنیه، حصه دوم:** یہ حصہ قدیم پورنیہ کے اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے حالات وخدمات پر مشتمل ہے۔ لیکن یہ مسودہ ہی ہے۔ مبیضہ کرنے کی مصنفِ علام کو مہلت نہ ملی۔ یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ کڑی محنت کے بعد اس کی ترتیب وتکمیل ہوسکتی ہے۔ قلمی نسخہ موجود ہے۔ کاش! کوئی باذوق نوجوان اس پر کام کرے۔ واضح ہو۔ تاریخِ پورنیہ کا اصلی نام احسن التواریخ ہے۔

[۱۷] **فتاویٰ یوسفیه:** اس کا کوئی مجموعہ یا رجسٹر اب تک نظر سے نہیں گذرا۔ منتشر کئی فتاوے گرفت میں آئے ہیں۔ تلاش وجستجو جاری ہے۔ فضلِ مجید سے بہت کچھ ملنے کی توقع ہے۔ البتہ موجود مواد کی مدد سے مفتیٔ علام کی فقہی بصیرت ومہارت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ان منتشر فتوؤں اور ان کے فقہی رسائل کو مرتب کر کے فقہ وفتاوی کا ایک مجموعہ بآسانی تیار ہوسکتا ہے۔

[۱۸] **وظائفِ یوسفی:** اوراد ووظائف، اعمال واوفاق اور نقوش وتعویذات میں جلالۃ العلم اپنے دور میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ طویل طویل مجرب وظیفے کرتے تھے۔ اپنے مرشدانِ گرامی اور مشائخ طریقت کے مجرب اور تیر بہدف وظائف و اوراد اور عملیات کے نمونے اور نسخے کثیر تعداد میں ان کی بیاض میں محفوظ ہیں۔ جو

'مجموعۂ وظائفِ یوسفی' کی صورت میں مرتب ہوسکتا ہے۔

[۱۹] **رقعاتِ یوسفیه:** یہ ان کے خطوط ومکتوبات کا مجموعہ ہے۔ یہ بھی مرتب صورت میں نہیں ہے۔ کچھ خطوط و رقعات دستیاب ہوئے ہیں۔ جن سے ان کے حالاتِ زندگی اور علمی وعملی سرگرمیوں کا پتا چلتا ہے۔ تلاش وتحقیق کے بعد یہ مجموعہ بھی تیار ہوسکتا ہے۔ جو احوال و کیفیات کے علاوہ ادب وانشا کا ایک انمول خزانہ ہے۔ واضح رہے۔ فتاوی اور خطوط اردو، فارسی، عربی تینوں زبانوں پر مشتمل ہیں۔

[۲۰] **دیوانِ رشیدی:** قطب العارفین شاہ محمد یوسف رشیدی رحمۃ اللہ علیہ نے نعتیں، نظمیں، غزلیں، مناقب ومحامد اور تضمین وتخمیس بھی تحریر فرمائی ہیں۔ اردو، فارسی، عربی، سہ لسانی شاعری کا جلوہ، جوبن اور بانکپن قابلِ دید بھی ہے اور قابلِ سماعت بھی۔ حتی کہ اپنی مقامی بولی سرجاپوری میں بھی دو نعتیں لکھی ہیں۔ دیوانِ رشیدی کا حجم اور ضخامت کیا ہے۔ ابھی اندازہ نہیں۔ ہمیں جو یہ نعمت ہاتھ لگی ہے۔ کل صفحات چھپن ہے۔ بعض صفحوں پر دو دو کلام ہیں۔ اردو کلام کی تعداد قریب چالیس ہے اور فارسی کلام کی تعداد ساٹھ کے قریب ہے۔ کمپوزنگ کے بعد یہ ایک سو آٹھ صفحات ہوئے ہیں۔ ساری شاعری پر ان کے مرشد ومربی سرکارِ آسی غازی پوری علیہ رحمۃ الباری کے فن، سخن، شعر، مزاج، مذاق، منہج کی چھاپ اور جھلک موجود ہے۔ اس مسودے پر شاعرِ نامدار شاہ محمد یوسف علیمی کے قلم سے انتخاب از دیوانِ رشیدی، ایک نہیں، دو دو جگہ مرقوم ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کل شاعری کا منتخب مجموعہ ہے۔ اصل دیوان اس سے الگ ہے۔ تخلص کے لئے کبھی یوسفؔ اور زیادہ تر رشیدیؔ استعمال کیا ہے۔ مشربی اعتبار سے بھی رشیدی ہی تھے آپ۔ ایسا رشیدی کہ رشیدیت کی شان دوبالا کردی، وقار بلند کردیا۔ تمام قدیم پورنیہ اور ہم عصر ومتاخر علما ومشائخ حلقۂ رشیدیہ میں آپ جیسا ممتاز مصنف، محقق، مفتی، مناظر، مورخ، مفکر، مدبر شاید ہی کوئی دوسرا ہو۔

عبادت و ریاضت: گھریلو ماحول انتہائی دیندارانہ تھا۔ آبا و اجداد نہایت پاکیزہ خیال تھے۔ جس کا اثر آپ کے ذہن وفکر پڑنا لازمی تھا۔ شاہ محمد یوسف رشیدی بذاتِ خود

شریف الطبعی، نیک سیرتی، حسنِ خلق اور بلند کردار لے کر ہی پیدا ہوئے تھے۔ جس کا اظہار ان کے بچپن اور لڑکپن ہی سے ہونے لگا تھا۔ طہارت، نظافت اور نماز کی عادت اس وقت پڑ گئی تھی، جو کھیل کود کی عمر تھی۔ جوں جوں عمر کا کارواں آگے بڑھتا گیا۔ اس میں اور زیادہ خشوع خضوع، لذت، گہرائی پیدا ہوتی چلی گئی۔ قیامِ جون پور کے دوران سرکارِ آسی کی روحانی تربیت اور فیضِ صحبت نے تو اس باب میں اس سوختہ جاں کو اور شوریدہ سر اور آشفتہ حال کر دیا تھا۔ فرائض تو واجبات تو اپنی جگہ، سنن، نوافل، تلاوتِ قرآن، تسبیح وتہلیل اوراد و وظائف، اذکار و اشغال، کلمہ و درود کا ورد، دلائل الخیرات اور شجرہ شریف کے اوقات و معمولات میں کیا مجال کہ سرِ مو فرق پڑ جائے اور نہ سرما، گرما، باراں کا موسم خلل انداز ہو پاتا۔ شاہ محمد یوسف رشیدیؔ کے دیکھنے اور پرکھنے والے بتاتے ہیں کہ ایسی فنائیت و سرشاری والی عبادت و بندگی کرتے کہ بس صوفیائے قدیم کی سیرت میں پڑھ سکتے یا صرف سن ہی سکتے ہیں، ہمارے زمانے میں تو دیکھنے کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ اس وقت وہ کہاں کھو جاتے، بس وہ جانیں اور ان کا خدا جانے۔ عابد و معبود اور ساجد و مسجود کا تعلق ایسا گہرا تھا۔ عبدیت ہو، تو ایسی ہو۔ بندگی ہو، تو ایسی ہو۔

کشف و کرامت: ولایت و بزرگی، الہام والقا، مبشرات و مکشوفات، خواب و منام اور کشف و کرامت حق ہے۔ علم و تحقیق سے نابلد کورا انسان و مسلمان ہی اس کا انکار کرسکتا ہے۔ جلالۃ العلم تاج الفقہا قطب العارفین سرآمدِ شعرائے نعت و غزل شاہ محمد یوسف علیمی رشیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جو اپنے عہد میں فردِ فرید، مردِ وحید، فقیر و درویش، حق آگاہ و حق شناش، ولی و عارف، سالک و مجذوبِ کامل، فنا فی اللہ اور باقی باللہ تھے، جن کا باطنی کمال، روحانی جمال اور عرفانی حسن، حسینانِ عصر اور خوبانِ مصر کو ماند کرتا تھا، ان سے کشف و کرامات کا صدور عین ممکن تھا۔ اس دور اور دیار میں اگر کہا جائے کہ وہ سراپا رحمت تھے، مجسم برکت تھے، مکمل کرامت تھے، تو کسی بھی واقف کار کو مجالِ دم زدن نہ ہوگی۔ ہیرا منوں مٹی تلے دب کر مدتوں رہ جائے، تو جب بھی نکلے گا، ہیرا ہی

رہے گا۔ اس کی چمک دمک میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ پورنیہ کی مٹی بلا کی مردم خیز ہے اور غضب کی مردم خور بھی۔ یہ مٹی ہیرے اگلتی، لعل و گوہر پیدا کرتی اور ان ہستیوں کی فصل اگاتی ہے، جن پر زمانہ رشک کرتا ہے۔ مگر جلد ہی یہ مٹی اس متاع بلند پایہ، دولتِ گراں مایہ اور گنجِ شایگاں کو اپنے اندر ہضم کر لیتی اور دفن کر دیتی ہے۔ کیوں کہ اس مٹی میں نہ نام و نمود کا جذبہ ہے اور نہ نمائش کا۔ یہ اخفائے احوال کرتی ہے۔ اظہارِ کمالات کا ہنر جانتی ہی نہیں۔ اس ارضِ ابیض سے آنکھ ملا کر کوئی ذرا کہے تو سہی کہ اظہارِ احوالِ واقعی اور انکشافِ آثارِ نفس الامری میں آخر کیا قباحت ہے؟۔

حلیہ مبارکہ: قدِ مبارک، نہ دراز، نہ پست، مناسب و متوازن، قامت، کسی کسائی، ورزشی جیسی، رنگت، یاقوت و عقیقِ اسود کی تمتماہٹ لئے ہوئے سانولی سلونی سی، بدن اکہرا چھریرا، سیدھی شاخِ نہال جیسے، پیشانی، نور و نکہت کی نشانی، ابرو، ناوک و کمان کی کھلی مثال، آنکھیں، عقابی و شہابی، بینی تو تیر و تلوار کی انی سی نوکدار، لبہائے گلگوں، باریک، جس پر پان خوری کی سرخی پھیلی ہوئی، دندانِ مقدس، پہلی بارش کے اولے جیسے، رخسار، گلفام و گلنار، سر گول اور زلفوں کی لٹیں کانوں کی لو تک لٹکی ہوئی، انگلیاں، مخروطی، کلائی مضبوط، دست کشادہ، پیٹ اور پیٹھ سٹا ہوا، پورا جسم دھنی ہوئی روئی طرح کی گداز، جلالۃ العلم قطب العارفین شاہ محمد یوسف علیمی رشیدی نور اللہ مرقدہ کا یہ تھا حلیہ مبارکہ۔

اولادو امجاد: صاحب زادے چار: [۱] منشی قاضی محمد عارف یوسفی رشیدی مرحوم [۲] منشی قاضی محمد صادق یوسفی رشیدی [۳] مفتی قاضی محمد ہاشم یوسفی رشیدی علیہ الرحمہ [۴] منشی قاضی محمد قاسم یوسفی رشیدی۔ صاحب زادیاں چار: [۱] بی بی حدیقہ [۲] بی بی انیقہ [۳] بی بی شفیقہ [۴] بی بی سبغہ۔ سب شاد و آباد اور صاحبِ اولاد ہیں۔ صاحبزادے حضرت مفتی محمد ہاشم یوسفی علیہ الرحمہ نہایت نامور ہوئے۔ ہندوستان کی چوٹی کے علما و فقہا کی اگلی صف میں تھے۔ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں پڑھا بھی اور پڑھایا بھی۔ مرکزی دار الافتا منظر اسلام میں حیات کا اکثر حصہ قاضی و صدر مفتی رہے۔ صاحبِ قلم، صاحبِ زبان، صاحبِ تصانیف، صاحبِ دیوان شاعر،

محقق، مدقق، مناظر، اپنوں میں نرم، غیروں میں گرم، ردِ وہابیہ میں طاق تھے۔ ہر جہت سے والدِ ماجد شاہ محمد یوسف علیمی رشیدیؔ رحمۃ اللہ علیہ کی فوٹو کاپی تھے۔ پوتوں میں مولانا محمد ندیم یوسفیؔ اور مولانا حافظ قاری محمد نور القادری یوسفیؔ اور نواسوں میں مولانا محمد مشتاق یوسفیؔ اور مفتی محمد واصل یوسفیؔ نمایاں ہیں۔ ہندوستان کے مشہور شاعر محمد شاہد یوسفی شاہ محمد یوسف علیمی رشیدی ہی کی نسبت سے اپنے آپ کو یوسفیؔ لکھتے تھے۔

غروبِ آفتاب: آپ آفتابِ علم تھے۔ ماہتابِ فن تھے۔ ولیِ کامل تھے، قطبِ عصر تھے، عابدِ مرتاض اور زاہدِ دہر تھے، اپنے دور اور دیار میں اپنی مثال آپ تھے۔ کارنامۂ حیات ایسا اہم، وقیع، وزنی اور لازوال ہے کہ خاکِ پورنیہ اس کی مثال نہیں پیش کرسکتی۔ ہاں! خاکِ ہند میں تو خال خال ہی اس کی نظیر مل سکتی ہے۔ اڑسٹھ برسوں تک ضوفشاں رہنے کے بعد یہ آفتابِ علم وعمل ۱۹ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۶ء کو عین سرِ شام غروب ہو گیا۔ پھر تو اہلِ پورنیہ بے نور، بے سرور، بے کیف ہوکر رہ گئے۔ امیر وغریب، شیخ و شاب، مرد وعورت، ہندو مسلم، سب کا دل ٹوٹ کر بکھر گیا۔ سب کی آنکھیں ساون بھادو بن کر ابل پڑیں۔ کیوں کہ اس دن ان کا آقا، مولی، ماوی، ملجا، مقتدا، پیشوا، قائد، محسن، مربی، مرشد، مسیحا، مصلح اور بابائے قوم وملت، جن کی محبتوں، شفقتوں اور خدمتوں کا سائبان، جو سب پر ہمہ وقت یکساں سایہ افگن رہتا تھا، آج وہ سرنگوں ہو چکا تھا۔ قاضی محمد عبدالقادر کی فرمائش پر قاضی منشی جلال نے یہ قطعۂ تاریخ وصال لکھا:

آہ مولانائے یوسف فخرِ علمائے وطن — واقفِ تفسیرِ قرآں پاک باز و پاک تن

ہفدہ پھاگن نوزدہ ماہ میلاد النبی — روز شنبہ بعد مغرب رفت زیں دارالمحن

سیزدہ صدر اگر ملحق کنی با شصت وچار — سالِ ہجری زو برآید بے گماں و بے سخن

۱۳۶۴ھ

منقبت در شانِ قطب پورنیہ حضرت شاہ محمد یوسف علیمی رشیدی قادری قدس سرہ

از قلم: جانشینِ قطب پورنیہ حضرت مفتی محمد ہاشم یوسفی ہری پوری پورنوی علیہ الرحمہ

جب کہ دور ظلمت بے دینیت کا زور تھا
شرک وبدعت کی گھٹا کا ہر طرف اک شور تھا

شان علم حق تعالیٰ پر خلل آنے لگا
غیب سے جب مصطفیٰ کو بے خبر کہنے لگا

یا رسول اللہ کہنا جرم نابخشندہ تھا
غوث وخواجہ المدد کہنا تھا بالکل ناروا

گر کسی نے کہہ دیا یا علی مشکل کشا
کافر ومرتد ہوا وہ بیگماں وبے خطا

جھوٹ بولے گر خدا ممکن ہے پر بولا نہیں
یہ تھا دیوبندی عقیدہ ہے عیاں کفر یاں

تھا کنہیا کا جنم میلاد پاک مصطفیٰ
منعقد جس نے کیا اسلام سے وہ پھر گیا

اور تھا میلاد میں ناروا پڑھنا سلام
بدعتی وہ ہوگیا جس نے روا رکھا قیام

اولیاء اللہ کی نیاز کرنا شرک تھا
ان کے مرقد سے توسل سخت تر تھا ناروا

تھا مزار اولیا پر روشنی کرنا حرام
اور تھا چادر چڑھانے عرس کرنے پر کلام

تھا بڑا بھائی کے مثل مرتبہ سرکار کا
یہ بھی ہے نجدی عقیدہ برمحل وبرملا

شربت و مالیدہ کھچڑا تھا محرم کا حرام
ناروا ذکر شہادت لکھ چکے نجدی امام

تھا شب برأت میں حلوہ پکانا ناروا
اور رجب کی پوریوں سے منع ہونے لگا

تیجہ دسواں اور برسی اور تھا چالیسواں
سب حرام وناروا کہنے لگے تھے بیگماں

الغرض! اس وقت ایسا آگیا حق کو جلال
صاف ظاہر ہوگیا کہ ہر کمالے را زوال

مرد حق آگاہ نکلے کود کر میدان میں
شمع سنت کی حفاظت ہوگئی یک آن میں

برق خاطف خرمن باطل پہ بن کر گر گئے
دیکھتے ہی دیکھتے میدان خالی کر گئے

جانتے ہو کون تھے وہ مرد حق مرد دلیر
دشمن دین نبی رہتے تھے جس سے زیر زیر

وہ پورنیہ کے قطب مشکل کشا حاجت روا
اس کی ذات پاک پر ناز کرنا ہے روا

قائد اہل سنن وہ تاجدار علم وفن
نائب سرکار آسی کہتے ہیں اہل زمن

السلام اے صاحب حق وصداقت السلام
السلام اے رشک صد ناز کرامت السلام

السلام اے غوث وخواجہ کے پیارے السلام
عارف باللہ آسیؔ کے دلارے السلام

اے زمین پورنیہ ناز کر تو ناز کر
ہے تیری آغوش میں علم وفن کا تاجور

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
تربت انور پہ تیری گوہر انباری کرے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ أَنْوَاعَ الْأَطْعِمَۃِ وَالْأَشْرِبَۃِ لِلْبَشَرِ وَجَعَلَنَا فِیْ أُمَّۃِ حَبِیْبِہٖ وَرَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ بُعِثَ لِاِھْتِدَاءِ کَافَّۃِ الْخَلَائِقِ مِنَ الْأَسْوَدِ وَالْأَحْمَرِ، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ ذَوِیْ مَقَامِ الْأَنْوَرِ۔

امابعد: یہ امر مسلم ہے کہ بغور وفکر قرآن پاک کی تلاوت کرنے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ارشاد:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْأَخْلَاقِ۔

(المقاصد الحسنۃ، حدیث نمبر ۲۰۴ ص:۱۲۸ مرکز اہل سنت برکات رضا، پور بندر گجرات)

سے صاف ظاہر ہے کہ خداوند جل وعلا نے ہمارے رسول کریم علیہ افضل التحیات والتسلیم کو مکارم اخلاق کی علی وجہ الکمال تبلیغ واشاعت کے لئے مبعوث فرمایا۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قولاً وفعلاً مکارم اخلاق کی ایسی مکمل تعلیم وہدایت فرمائی ہے کہ اس سے زیادہ مکارم اخلاق کی تعلیم بالکل غیر ممکن اور محال ہے۔

اس موجودہ دور میں ہم مسلمان ادعائے ایمان و اسلام کے باوجود خدا اور خدا کے رسول برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات اور ہدایات پر عمل کرنے میں جس بے اعتنائی، لاپرواہی، سستی اور کاہلی سے کام لے رہے ہیں، خود ہم اور آپ پر روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہے۔ خدا اور خدا کے برگزیدہ رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن امور کو ہمارے اور آپ کے لیے معراج کمال تک پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ قرار دیا ہے، آج ہمارے اور آپ کے طور طریق انہیں امور کو انسانی نکبت، زوال، ذلت اور پستی کا سبب سمجھ رکھا ہے۔ کاش! اگر ہم اور آپ خداوند جل وعلا کے مبارک ارشاد: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ٥ (سورۃ القلم آیت: ۴ ترجمہ: اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے، کنز الایمان)

اور: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۱، ترجمہ: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے، کنز الایمان) پر کامل ایمان رکھتے، تو ہم بھی

اپنے اسلاف کی طرح اپنے ہادیٔ برحق تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق مرضیہ اور آداب محمودہ، جس کی تعریف خداوند جل وعلا نے آیت مبارکہ: وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ میں فرمائی ہے، کے مظہر اور آئینہ ہوتے۔ رسول برحق فداہ ابی وامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق مرضیہ اور آدابِ محمودہ کی ایک معمولی جھلک اور پرتو بھی اگر ہم لوگوں میں ہوتی، تو میرا ایمان ہے کہ جس مذلت وپستی کے عمیق گڑھے میں ہم گرے ہوئے ہیں، ہرگز نہیں گرتے۔

ایک دن وہ تھا کہ ہمارے اور آپ کے اسلاف نے اخلاق اور آداب محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متخلق، مؤدب اور آراستہ ہو کر دنیا کی ساری قوموں کو اپنے اخلاق مرضیہ اور آداب محمودہ کا گرویدہ اور شیدا بنا کر چہار دانگ عالم میں اسلامی اخلاق، اسلامی آداب اور اسلامی تہذیب وتمدن کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ اگر ہم اور آپ واقعی اپنے اسلاف کے سچے نام لیوا ہوتے، تو ہم، آپ بھی اپنے ہادیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر اپنی اسلامی تہذیب، اسلامی آداب، اسلامی اخلاق سے متخلق اور مؤدب نظر آتے۔ حالاں کہ خداوند جل وعلا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات اور واقعاتِ زندگی کو جو خداوند جل وعلا کی بارگاہ میں بہمہ وجوہ محبوب اور محمود ہیں، ہم غلامان محمدی کے لیے اس لیے 'اسوۂ حسنہ' قرار دیا ہے۔ تاکہ ہم اور آپ اپنے کو ہادیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق مرضیہ اور آداب محمدی کا کامل مظہر اور آئینہ بنائیں اور اپنے رسول برحق کے نقش قدم پر چل کر اپنے کو صفات انسانیہ وکمالات اسلامیہ سے متصف بنا کر سعادت دارین کے حصول کا مستحق بنائیں۔

تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے نام لیوا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک معمولی اشارہ پر جان ومال، آل واولاد کو نثار اور قربان کرنے والے، یعنی ہمارے اور آپ کے اسلاف واکابر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع وپیروی میں اس طرح سرگرم اور بے خود رہتے تھے کہ دیکھنے والے ان محترم بزرگوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد:

أَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللهِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو اس کثرت سے یاد کرو کہ (دیکھنے والے تمہیں) دیوانہ کہنے لگیں، شعب الایمان للبیہقی، ج:١، ص:٣٩٧، دارالکتب

العلمیۃ) کا صحیح اور حقیقی مورد اور مصداق سمجھتے تھے۔ انہیں محترم غلامانِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم کے جوشِ عقیدت اور فرطِ محبت کا یہ کرشمہ اور نتیجہ ہے کہ آج تیرہ سو برس گزر جانے پر بھی ہم اور آپ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے بیٹھے اپنے رسولِ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات اور واقعاتِ زندگی اور ارشاداتِ عالیہ سے بہرہ ور اور فیض یاب ہو رہے ہیں۔

اس پرفتن دور میں جب کہ تمام مخالف قومیں، اسلامی تہذیب اور اسلامی اخلاق و آداب کو مٹانے میں ہر امکانی طاقت صرف کر رہی ہیں، ہم اور آپ اسلام کے مدعی اور مسلمان ہونے کے باوجود اگر اپنے اسلامی اخلاق و اسلامی تہذیب سے بیگانگت اور مخالف قوموں کے اخلاق و آداب اور تہذیب سے یگانگت اختیار کر لیں، تو کیا اس صورت میں مخالف قومیں، ہم مسلمانوں کے اسلامی آداب و اخلاق اور تہذیب کو عمدہ اور مستحسن سمجھ سکتی ہیں؟

میرا عقیدہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہ ہوگا۔ مگر بے حد حسرت اور افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ ہم میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کو اپنے ہادیٔ برحق سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور واقعاتِ زندگی سے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ ایسے افراد اپنی ناواقفیت کی بنا پر اسلامی و غیر اسلامی تہذیب اور اخلاق و آداب میں تمیز نہ کر سکنے کی وجہ سے غیر قوموں کی تہذیب اور آداب و اخلاق کا اس طرح شیدا و گرویدہ ہیں کہ انہیں غیر قوموں کی تہذیب اور آداب و اخلاق سے متخلق [آراستہ] ہونے کو انسانی کمال کا ذریعہ اور وسیلہ سمجھ رکھا ہے اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو مغربی تہذیب کے مقابلہ میں اپنی اسلامی تہذیب کو قصۂ پارینہ سمجھ کر اسے اختیار کرنے کو اعلیٰ درجہ کی حماقت سمجھے ہوئے ہیں۔

سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات اور واقعاتِ زندگی کا مطالعہ کرنے والے حضرات کو غالباً یہ معلوم ہوگا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو آداب و اخلاقِ محمودہ سے مؤدب بنانے کے خیال سے کھانے پینے تک کے آداب کی تعلیم فرما دی ہے۔ تا کہ آپ کی امت کسی غیر قوم سے کسی طرح کے آداب و اخلاق سیکھنے کا محتاج نہ ہو۔

آدابِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق کھانے پینے کے آداب سے عموماً مسلمانوں کی ناواقفیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مجمع مکارم اخلاق معظمنا المحترم جناب انسپکٹر محمد معین

الدین صاحب اور مکرمنا المعظم جناب مولوی شمس العالم صاحب پورنیہ سیٹی اور مخدومنا المحترم حامی سنت ماحی بدعت مقبول بارگاہ خداوندلم یزل جناب مولانا مولوی محمد سکندر علی صاحب بینی باڑوی پورنوی خدام آستانہ عالیہ مصطفائیہ چمنی بازار شریف پورنیہ کی طرف سے مجھ ہیچمداں کو حکم ہوا کہ کھانے پینے کے آداب کو جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی اور حضرات سلف صالحین سے ماثور و منقول ہیں، 'آداب دسترخوان' کے نام سے ایک چھوٹی سی کتاب کی صورت میں جمع کر دوں۔ تاکہ ناواقف مسلمانوں کے لیے واقفیت کا ذریعہ ہو۔

میں اپنی نا اہلیت کے پیش نظر اگرچہ تصنیف و تالیف کا اہل نہیں ہوں۔ مگر ان محترم بزرگوں کے حکم کی تعمیل اپنے لیے سعادت کونین اور فلاح دارین کا باعث سمجھ کر ان چند اوراق کو مرتب کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور یہ التجا کرتا ہوں کہ اگر میری یہ جانفشانی قابل قبول اور لائق اصلاح و نفع ہو، تو میرے لیے دعائے خیر فرماتے رہیں۔

اشرع فِي الْمَقْصُود بِعَوْنِ اللہ الْمَلِكِ الْمَعْبُوْدِ وَ هُوَ الْمُلْهِمُ لِلصِّدْقِ وَ الصَّوَابِ وَ اِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَ الْمَآبُ۔

کھانے کی ظاہری اور معنوی اہمیت

قبل ازیں کہ اسلامی طریقہ سے کھانا کھانے کے آداب وغیرہ بیان کیے جائیں۔ یہ عرض کر دینا لازمی اور ضروری ہے کہ اللہ جل مجدہٗ نے انسان کے جسم کو اپنی قدرت کاملہ کا ایک زبردست مظہر بنایا ہے اور کھانا کو جسم کے لیے ایسی لازمی اور ضروری چیز بنایا ہے کہ بظاہر بغیر کھانا کے جسم کا اپنی طبعی حالت پر باقی رہنا اور نشوونما پانا بالکل محال ہے۔ جسم کی اصلاح وغیرہ کے لیے، جس قدر قوائے جسمانیہ [جسمانی قوتیں] کو جسم کے اندر خداوند کریم نے پیدا فرمایا ہے، یہ تمام قوائے جسمانیہ اپنے افعال مقررہ سے اسی کھانے کو مختلف صورت اور کیفیت میں کر کے جسم کی اصلاح وغیرہ کے کام میں لاتے رہتے ہیں۔ اگر جسم کو کھانا نہ ملے، تو تمام قوائے جسمانیہ مضمحل اور کمزور ہو جائیں اور جسم کے اندر انواع و اقسام کے فسادات کا ظہور ہو جائے۔

یہ ایک ایسی بدیہی اور صاف بات ہے، جس کا تجربہ ہم اور آپ میں سے بہت سے

لوگوں کو اکثر ہوتا رہتا ہے اور کھانا نہ ملنے کی وجہ سے جسم مضمحل اور کمزور ہو جاتا ہے، تو ایسا مضمحل اور کمزور جسم والا شخص نہ چلنے پھرنے کی طاقت رکھتا ہے، نہ کوئی دنیاوی کام کے لائق رہتا ہے اور نہ اس سے خداوند جل وعلا کی عبادت جسمانی کماحقہ ادا ہو پاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کھانا جسم کے لئے ایسی زبردست نعمت ہے کہ اس سے بڑھ کر جسم کے لیے کوئی نعمت نہیں ہوسکتی ہے۔ اس لئے عقلاً اور نقلاً جسم کو ایسا کھانا دینا، جو جسم کے لیے مضر ہو، سخت ممنوع ہے۔ بلکہ ایسا کھانا دینا جو ہر اعتبار سے جسم کے لیے مفید اور مصلح ہو، ضروری اور واجب ہے۔

ہمارے اور آپ کے جس قدر دینی اور دنیاوی کام کا انتظام وانصرام جسم کا اپنی طبعی حالت پر باقی رہنے پر موقوف ہے، جسم کو کھانا نہ ملنے کی صورت میں جسم کے ضعیف اور کمزور ہو جانے کی حالت میں، ہم اور آپ سے ان کاموں کا انتظام وانصرام نہیں ہوسکتا ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، تبلیغ احکام دین وغیرہ دینی کاموں کو لیجئے۔ ان میں سے ایک کام بھی ایسا نہیں ہے، جو جسم کے کمزور ہو جانے کی حالت میں کماحقہ ادا ہو سکے۔ اسی طرح اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے نان و نفقہ وغیرہ کی طلب میں سعی اور کوشش اپنے سے نہیں ہوسکتی۔ ان تمام امور پر، جو مجمل اور مختصر طور پر بیان کئے گئے، غور وفکر کرنے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ اللہ جل وعلا نے ہمارے اور آپ کے کھانے کے لیے جس قدر اشیا، از قسم میوہ جات ونباتات اور حیوانات وغیرہ پیدا فرمائی ہیں، یہ تمام چیزیں ہمارے اور آپ کے لیے ایسی بے بہا نعمت ہیں کہ جس کے بغیر ہمارا اور آپ کا جینا محال ہے۔ اور معنوی حیثیت سے کھانے کی اہمیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کی بارگاہ میں حصول تقرب کے کل ذرائع اور وسائل میں اصل اصول کھانا ہی ہے۔ حضرت امام غزالی 'کیمیائے سعادت' کے رکن دوم کی اصل اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

'بداں کہ راہِ عبادت، ہم از جملہ عبادات است۔ وزادِ راہ، ہم از جملہ راہ است۔ پس ہر چہ راہِ دین را بداں حاجت بود، ہم از جملہ دین بود، و راہِ دین را بطعام خوردن حاجت است چہ مقصد ہمہ سالکان دیدار حق تعالیٰ است وتخم آں علم وعمل است ومواظبت بر علم وعمل بے سلامتِ تن ممکن نیست وسلامت تن بے طعام وشراب ممکن نیست، بلکہ طعام خوردن ضرورتِ راہِ دین است پس از جملہ دین باشد و برائے ایں گفت حق تعالیٰ: كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا

صَالِحاً (سورہ المومنون، آیت:۵۱) میان خوردن وعمل صالح جمع کرد، پس ہر کہ طعام برائے آں خورد تا اوراقوت علم وعمل بود و قدرتِ رفتن راہ آخرت طعام خوردن برائے وے عبادت بود و برائے ایں گفت رسول اللہ علیہ السلام کہ مومن را بر ہمہ خیرات ثواب بود، تا بر لقمہ کہ در دہان خود نہد یا در دہان اہل خود و ایں برائے آن گفت کہ مقصود مومن از یں ہمہ راہ آخرت بود، نشان آں کہ طعام خوردن از راہ دین بود بشرہ نخورد و از حلال خورد و بقدر حاجت خورد و آداب خوردن نگاہ دار۔ (کیمیاے سعادت، رکن دوم، اصل اول، ص:۲۲۵، مکتبۃ الحقیقیۃ تہران)۔

ترجمہ: اے عزیز! تو جان لے کہ راہِ عبادت بھی عبادت میں سے ہے اور زادِ راہ بھی من جملہ راہ میں سے ہے۔ اس لیے راہِ دین کو جس چیز کی ضرورت ہے، وہ بھی دین میں سے ہے اور دین کی راہ کو کھانے کی حاجت ہے۔ اس لیے کہ تمام سالکوں کا مقصود حق تعالیٰ شانہ کا دیدار ہے اور حق تعالیٰ کے دیدار کا حاصل ذریعہ علم اور عمل ہے اور علم وعمل پر مواظبت ومداومت بدن کی سلامتی کے بغیر غیر ممکن اور محال ہے اور بدن کی سلامتی بغیر کھانے پینے کے ممکن نہیں ہے۔ بلکہ کھانا راہِ دین کے لیے ضروری ہے۔ لہٰذا کھانا کھانا من جملہ دین میں سے ہے۔ اسی واسطے خداوند جل و علا کا ارشاد ہے کہ: یعنی 'تم طیب اور پاک چیزیں کھاؤ اور اچھا اور نیک کام کرو'۔

اس آیت میں حق سبحانہ تعالیٰ نے کھانا کھانے اور اچھا کام کرنے کو ایک جگہ جمع کیا ہے۔ لہٰذا جو شخص کھانا اس لیے کھاتا ہے، تاکہ اس کو علم اور عمل اور راہِ آخرت طے کرنے کی قدرت اور قوت حاصل ہو، ایسے شخص کا کھانا کھانا بھی عبادت ہے۔ اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو ہر چیز پر ثواب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی جو اپنے منہ میں رکھتا ہے یا اپنے اہل وعیال کے منہ میں رکھتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ اس لیے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا مقصود ان سب کاموں سے راہِ آخرت ہی ہے اور کھانا کھانا راہِ دین میں سے ہے۔ اس کی یہ علامت ہے کہ آدمی آرزو اور حرص سے نہ کھائے اور حلال کمائی سے کھائے اور بقدر حاجت کھائے اور کھانا کھانے کے آداب ملحوظ رکھے۔

فائدہ: حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشاداتِ عالیہ کا لُبِّ لُباب اور خلاصہ یہ ہے کہ معنوی اور دینی اعتبار سے یہی کھانا اس قدر مہتم بالشان چیز ہے کہ دیدار الٰہی کے

حصول کا اصل اصول اور زبردست ذریعہ ہے۔ بغیر کھانا کے خدا کا دیدار حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دیدارِ الٰہی کے حصول کے لیے عمل صالح لازمی چیز ہے اور عمل کے لیے علم کا حاصل کرنا ضروری ہے اور ظاہری بات ہے کہ تحصیل علم وعمل جسم کے صحیح وسلامت اور تمام قوائے جسمانیہ کا اپنی حالتِ اعتدال پر قائم اور باقی رہے بغیر بالکل غیر ممکن ہے۔ جسم کا صحیح اور سلامت اور تمام قوائے جسمانیہ کا اپنی حالتِ اعتدال پر قائم اور باقی رہنا بغیر کھانا کھائے محال ہے۔

یہی وجہ ہے کہ خداوند جل وعلا نے اس آیت مبارکہ: **كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا** میں عمل صالح کرنے کے حکم سے پہلے طیب اور حلال کھانا کھانے کا ہم اور آپ کو حکم دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اور آپ پاک اور حلال کھانا کھا کر اپنے جسم میں عمل صالح کرنے کی قوت پیدا کر کے عمل صالح کریں۔ تاکہ حق تعالیٰ کے دیدار کا اہل بنیں۔ ناپاک اور حرام کھانا کھا کر جو بھی نیک کام کریں گے، وہ خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوسکتا۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حلال رزق حاصل کرنے اور کھانے کی شدید تاکید فرما کر یہ بھی بتا دیا ہے کہ کن چیزوں کا کھانا حلال ہے اور کن چیزوں کا کھانا حرام ہے اور ذرائع معاش میں سے حلال رزق حاصل کرنے کے کون کون سے ذرائع ہیں اور کون کون سے ذرائع رزق حرام کے حصول کے ہیں۔ پس جب کہ حلال کھانا کھانا دین کے اصل اصول اور دیدارِ الٰہی کا ذریعہ ہے اور طیب اور حلال کھانا کھانا ہم پر واجب اور ضروری ہے۔ لہٰذا کھانا کھانے کے ان آداب کا بھی، جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی اور سلف صالحین سے ماثور اور منقول ہیں، کھانا کھاتے وقت ان کا لحاظ رکھنا لازم اور ضروری ہے۔

کھانے کے آداب

کھانا کھانے کے آداب سے متعلق، جس قدر احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہیں، اگر ان تمام احادیث کو کتاب کی صورت میں ترتیب دے دیا جائے، تو ایک مبسوط اور ضخیم کتاب بن جائے۔ مگر چوں کہ مجھے اس کتاب کی ضخامت کو بڑھانا نہیں ہے۔ اس لیے

صرف چند احادیث مع ترجمہ ومختصر توضیح کے بیان کی جاتی ہیں اور اس کے ضمن میں اسی بحث کے متعلق علمائے اسلام کے ارشادات اور ہدایات بھی پیش کئے جائیں گے۔

حدیث: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِأَقْدَامِكُمْ۔ (رواه سنن الدارمی، كتاب الأطعمة، باب فی خلع النعال عند الأكل، حدیث: ۲۱۲۵، ص: ۶۷، المجلد الثانی، دار الفكر بيروت)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کھانا رکھا جائے، تو اپنی جوتیوں کو اتار دو۔ اس لئے کہ جوتیوں کا اتار دینا تمہارے پاؤں کے لئے راحت بخش ہے۔

حدیث: عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ۔ (رواه صحيح مسلم، باب اداب الطعام والشراب واحكامهما، ص: ۷۸۰، مكتبه عصريه)۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کھانا پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا جاتا ہے، اس کھانا کے کھانے پر شیطان قادر ہو جاتا ہے۔

حدیث: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ دُخُوْلِهِ وَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ دُخُوْلِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ۔ (رواه صحيح مسلم، باب آداب الطعام والشراب واحكامهما، ص: ۷۷۸، مكتبه عصريه)۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوے سنا کہ جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لیتا ہے، تو شیطان اپنی ذریت سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمہیں شب باشی [رات گزارنے] کی جگہ ملے گی اور نہ کھانا ملے گا اور اگر داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی، تو کہتا ہے کہ اب تمھیں رہنے کی جگہ مل گئی اور کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھی، تو کہتا ہے کہ اب تم کو رہنے کی جگہ بھی مل گئی اور کھانا بھی مل گیا۔

حدیث: عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلْمَۃَ قَالَ کُنْتُ غُلَاماً فِیْ حِجْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ کَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ قَالَ لِیْ یَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ۔ (رواہ ابن ماجہ، باب الأکل بالیمین، ص:۵۵۱، مکتبۃ المعارف، ریاض)

ترجمہ: حضرت عمرو بن ابی سلمہ کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا، کھاتے وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: بسم اللہ پڑھو اور برتن کی اس جانب سے کھاؤ، جو تمہارے قریب ہے۔

حدیث: عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَاکُلْ بِیَمِیْنِہٖ وَ اِذَا شَرِبَ فَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاکُلُ بِشِمَالِہٖ وَ یَشْرَبُ بِشِمَالِہٖ۔ (رواہ صحیح مسلم، باب اداب الطعام والشراب واحکامھما، ص: ۷۸۱، مکتبہ عصریہ)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے، تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب پانی پیئے، تو داہنے ہاتھ سے پیئے۔ اس لئے کہ شیطان

بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

حدیث: وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدٌ مِنْكُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَ يَشْرَبُ بِهَا۔ (رواہ صحیح مسلم، باب اداب الطعام والشراب واحکامھما، ص:۷۸۱، مکتبہ عصریہ)

ترجمہ: انہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے اور نہ پیئے۔ اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا، پیتا ہے۔

حدیث: عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَأْكُلُوْا بِالشِّمَالِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ۔ (رواہ صحیح مسلم، باب اداب الطعام والشراب واحکامھما، ص:۷۸۱، مکتبہ عصریہ)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی آلہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بایاں ہاتھ سے نہ کھاؤ، کیوں کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔

حدیث: عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَ قَالَ: اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيَّةٍ الْبَرْكَةُ۔ (رواہ صحیح مسلم، باب استحباب لعق الأصابع الخ ص:۷۸۴، مکتبہ عصریہ، بیروت)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگلیوں اور برتن چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

حدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا۔ (صحیح بخاری و مسلم، باب استحباب لعق

الأصابع الخ ص: ۷۸۴، مکتبہ عصریہ، بیروت)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے، تو کھانے کے بعد جب تک ہاتھ کو خود نہ چاٹ لے یا (اپنے اہل خانہ سے چھوٹے چھوٹے بچوں سے) نہ چٹائے، ہاتھ کو نہ پونچھے [یا دھوے]۔

حدیث: عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَانِهٖ حَتّٰى يَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى ثُمَّ لِيَاكُلْهَا وَ لَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ فَإِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ فَإِنَّهٗ لَيَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهٖ تَكُوْنُ الْبَرَكَةُ۔ (رواہ صحیح مسلم، باب استحباب لعق الأصابع الخ ص: ۷۸۵، مکتبہ عصریہ، بیروت)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان تمہارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے۔ کھانے کے وقت بھی حاضر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا لقمہ اگر گر جائے اور اس میں کچھ لگ جائے، تو صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے، تو انگلیاں چاٹ لے۔ کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔

حدیث: عَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاكُلُ بِثَلٰثَةِ اَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّمْسَحَهَا۔ (رواہ صحیح مسلم، باب استحباب لعق الأصابع الخ ص: ۷۸۴، مکتبہ عصریہ، بیروت)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین انگلیوں (یعنی ابہام، مسبحہ یعنی انگشت شہادت اور وسطیٰ)
سے کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور بعض روایت میں ہے: ثُمَّ يَغْسِلُهَا. یعنی
پھر ہاتھ کو دھو لیتے تھے۔

حدیث: عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ قَرَأْتُ فِي
التَّوْرَاتِ إِنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاتِ.
فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ
الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ. (رواہ جامع الترمذی، کتاب
الأطعمة، عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، باب ماجاء في
الوضوء قبل الطعام وبعده، ص:۴۲۵، مکتبة المعارف، ریاض)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے تورات
میں پڑھا کہ کھانا کی برکت کھانا کھانے کے بعد وضو میں ہے۔ پس میں نے اس کو
رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا اور میں نے تورات میں
جو کچھ پڑھا، اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ پس رسول پاک صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانا کی برکت کھانا کھانے سے پہلے
وضو [یعنی دھونے] اور کھانا کھانے کے بعد وضو [یعنی دھونے] میں ہے۔

حضرت محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللّمعات شرح
مشکوٰۃ، کتاب الاطعمہ کی احادیث کی شرح کے ضمن میں کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے
بعد ہاتھ دھونے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

'در فضیلت دست شستن پیش از طعام و بعد از وے احادیث واقع شدہ
است و آمدہ کہ برکت طعام در وضو کردن است پیش از طعام و بعد از طعام و
نیز آمدہ کہ مسح کرد بتری آب دو دست کہ می شست بعد از طعام از وے
مبارک خود را و ذراعین را و سر را وے فرمود ایں وضو است از اں چیز کہ تغیر

دادا اور آتش'۔ (الترمذی/اشعۃ اللمعات، ج:۳،ص:۵۰۰-۵۰۸)

حضرت محقق علیہ الرحمہ کے اس ارشاد کا ماحصل یہ ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے احادیث مروی ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ کھانا کی برکت کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے میں ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے کے بعد ہاتھ دھوکر دونوں ہاتھوں کی تری سے اپنے روئے مبارک اور ذراعین (یعنی دونوں کہنیوں سے انگلیوں تک) اور سر کا مسح کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ جس چیز کو آگ نے متغیر کیا ہے، یہ وضو [یعنی دھونا] اس چیز کے کھانے سے ہے۔

حدیث: عَنْ أَبِیْ جُحَیْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اٰکُلُ مُتَّکِاً۔ (رواه سنن ابن ماجه. کتاب الأطعمة. باب الأکل متکئا. ص:۲۳۵، کتب خانه نعیمیه)

ترجمہ: حضرت جحیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا ہوں۔ اتکاء [یعنی ٹیک لگانا] تین قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ پہلو زمین پر رکھے۔ دوسرا یہ کہ مربع [یعنی چارزانو] بیٹھے۔ تیسرا یہ کہ ایک ہاتھ زمین پر رکھ کر اس پر تکیہ کرے [یعنی ٹیک لائے] اور دوسرے ہاتھ سے کھانا کھائے اور اتکاء [یعنی ٹیک لگانے] کی تینوں صورتیں مذموم [یعنی بری عادتیں ہیں] ہیں اور بعض حضرات نے پیٹھ تکیہ یا دیوار سے لگانے کو بیان کیا ہے اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'عمل الیوم واللیلۃ' میں تحریر فرمایا ہے کہ ٹیک لگا کر نہ کھائے، نہ منھ کے بل گر کر کھائے اور نہ کھڑا ہو کر کھائے۔ بلکہ دو زانوں پر یا بصورت امعاء بیٹھ کر (یعنی سرین کو زمین پر رکھے اور پنڈلیوں کو اٹھالے) یا دونوں پاؤں سے بیٹھے یا داہنے زانو کو اٹھائے، بائیں زانوں پر بیٹھے۔

(از عبدالحق محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات ج:۳،ص:۴۸۷)

حدیث: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَاماً فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ فَاِنْ نَسِیَ فِیْ اَوَّلِهٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ۔ (رواہ جامع الترمذی، باب ماجاء فی التسمیۃ علی الطعام، المجلد الثانی، ص: ۸، مجلس برکات)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے، تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ لے اور اگر اپنے کھانے پر خدا کا نام لینا بھول جائے، تو کھانا کھانے کے درمیان جب بھی یاد آئے، تو 'بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ' کہہ لے۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِّبَ طَعَامٌ فَلَمْ أَرَ طَعَاماً کَانَ أَعْظَمَ بَرَکَةً مِّنْهُ أَوَّلُ مَا أَکَلْنَا وَلَا أَقَلَّ بَرَکَةً فِیْ آخِرِهٖ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) کَیْفَ هٰذَا قَالَ اِنَّا ذَکَرْنَا اسْمَ اللّٰہِ حِیْنَ أَکَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ مَنْ أَکَلَ وَلَمْ یُسَمِّ اللّٰہَ فَأَکَلَ مَعَهُ الشَّیْطَانُ۔

(رواہ فی شرح السنۃ للبغوی، کتاب الأطعمۃ، حدیث: ۲۸۲۸)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری فرماتے ہیں کہ ہم لوگ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کھانا لایا گیا۔ ہم لوگوں نے کھانا کھانے کی ابتدا میں اس کھانا سے بڑھ کر برکت والا اور کھانے کے اخیر وقت میں اس سے کمتر برکت والا کسی کھانا کو نہیں دیکھا۔ ہم لوگوں نے اس کھانا کی یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کھانے کا کیا حال ہے کہ کھانے کی ابتدا میں اس قدر برکت رکھتا تھا اور کھانے کے اخیر میں اس قدر بے برکت والا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جس وقت

ہم لوگوں نے کھانا شروع کیا تھا۔ اللہ کا نام لے کر شروع کیا تھا۔ اس کے بعد اخیر میں جو شخص کھانے کے لیے بیٹھا اور کھایا۔ خدا کا نام نہیں لیا۔ بسم اللہ ترک کرنے کی وجہ سے اس کے ساتھ شیطان نے بھی کھایا۔ (اخیر میں اس کھانے کی بے برکتی کا یہ سبب ہوا)

حدیث: عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ مخشی قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَاكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ قَالَ بِسْمِ اللهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَ اٰخِرِهٖ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَازَالَ الشَّيْطَانُ يَاكُلُ مَعَهٗ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللهِ اِسْتَقَاءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ۔ (رواه سنن ابی دائود، باب التسمية على الطعام، المجلد الثانی، ص:۵۲۹، فیصل انٹر نیشنل، دھلی)

ترجمہ: حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بغیر بسم اللہ کہے کھانا کھا رہا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے کھانا میں سے صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا۔ جب اس اخیر لقمہ کو اپنے منہ کے قریب لے گیا۔ ’’بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ‘‘ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور فرمایا کہ ابتدائے طعام میں شیطان اس کے ساتھ کھا رہا تھا۔ جب اس نے خدا کا نام لیا، تو جو کچھ شیطان کے پیٹ میں تھا، اُس کو اُگل دیا۔

حضرت محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی 'استقاء ما فی بطنہ' کے متعلق 'اشعۃ اللمعات' شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

چوں شیطان را اکل ہست و شکے دارد بحقیقت قی نیز بر حقیقت خواہد بود و بعضے گویند کہ مراد رد برکت است کہ رفتہ بود از اکل ترک تسمیہ اولاً گویا در جوف شیطان رفتہ بود اکنوں تسمیہ کرد و تدارک مافات کرد و برکت باز آمد و امثال این تاویلات از ضیق حوصلۂ ایمان است و پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقف است بر حقائق امور کہ جز او رابدر یافت (اشعۃ اللمعات،

کتاب الأطعمة، ج:۳، ص:۴۹۹، مٹیا محل، دہلی)

حضرت محقق کے اس ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ شیطان کھانے بیٹھتا ہے اور پیٹ رکھتا ہے اور اس حدیث شریف میں جو، ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 'استقاء ما فی بطنہ' ہے، حقیقت پر محمول ہے اور اس ارشاد مبارک کا وہ مطلب نہیں ہے، جو بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ ابتدائے طعام میں بسم اللہ کو ترک کردینے کی وجہ سے جو برکت چلی گئی تھی، آخر طعام میں بسم اللہ کہنے کی وجہ سے وہ برکت پلٹ آئی۔ تو گویا وہ برکت شیطان کے پیٹ میں چلی گئی تھی۔ اب جیسا کہ بسم اللہ کہا اور مافات کا تدارک کیا۔ تو وہ برکت واپس آگئی۔ حضرت محقق فرماتے ہیں کہ 'استقاما فی بطنہ' کو حقیقی طور پر محمول نہ کرنا اور اس قسم کی تاویل کرنا جیسا کہ بعض حضرات نے کی ہے، ایمان کے حوصلہ کی تنگی کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امور کے حقائق سے آگاہ ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان اور ان کی تصدیق کے بغیر دوسرے کو حقائق و امور معلوم ہو ہی نہیں سکتے۔

حدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اُتِيَ بِقَصْعَةٍ مِنْ ثَرِيْدٍ فَقَالَ كُلُوا مِنْ جَوَانِبِهَا وَلَا تَاْكُلُوا فِي وَسْطِهَا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ وَسْطِهَا۔ (رواه الترمذی وابن ماجه) والدارمی۔ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حسنٌ صحيحٌ و فی روایة اَبِي دَاوٗدَ: قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَاماً فَلَا يَاكُلْ مِنْ اَعْلىٰ الصَّحْفَةِ وَلٰكِنْ يَاكُلُ مِنْ اَسْفَلِهَا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ اَعْلَاهَا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الأطعمة، باب فی الأکل من اعلی الصحفة، المجلد الثانی، ص:۵۲۹، فیصل انٹر نیشنل دھلی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ثرید کا ایک بڑا پیالہ (کہ جس میں دس آدمی سیر ہو کر کھا سکے) لایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ پیالہ کے کناروں سے کھاؤ اور اس کے بیچ سے نہ کھاؤ۔ اس لیے کہ برکت کھانے کے پیالہ کے درمیان سے نازل

ہوتی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے، تو کھانا کے برتن کے اوپر حصہ سے نہ کھائے، بلکہ اس کے نیچے کے حصہ سے کھائے۔ اس لیے کہ کھانے کے برتن کے اوپر والا حصہ سے برکت نازل ہوتی ہے۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ۔ (ابن ماجہ/سنن ابی داؤد. کتاب الأطعمة، باب مایقول الرجل اذا طعم، المجلد الثانی، ص: ۵۳۸، فیصل انٹرنیشنل دھلی)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوکر یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ عنہ وَلَا مُوَدَّعٍ فِیْہِ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا۔ (رواہ صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب مایقال اذا فرغ من طعامہ، ج:۲، ص: ۸۲۰، مکتبہ رشیدیہ)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانا تناول فرما کر فارغ ہوتے اور دسترخوان اٹھایا جاتا، تو یہ دعا پڑھتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ فِیْہِ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا۔

حدیث: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَۃُ فَلَا یَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰی تُرْفَعَ الْمَائِدَۃُ

وَلَا يَرْفَعُ يَدَهُ وَإِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ فَإِنَّ الرَّجُلَ يُخْجِلُ جَلِيْسَهُ فَيَقْبِضُ يَدَهُ وَعَسٰى اَنْ يَكُوْنَ لَهُ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان/سنن ابن ماجہ، باب النهی ان يقام عن الطعام حتى يرفع الخ، ص:۵۵۵، مکتبہ عصریہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب کھانا کھانے کے لیے دسترخوان رکھا جائے، یعنی بچھایا جائے، تو جب تک کہ دسترخوان اٹھایا نہ جائے، کوئی شخص نہ اٹھے اور نہ اپنا ہاتھ کھانے سے روکے، اگرچہ کھا کر آسودہ ہو گیا ہو۔ تاوقتے کہ تمام لوگ کھا کر فارغ نہ ہو جائیں اور اگر آسودگی حاصل ہونے کی وجہ سے ہاتھ روک ہی لے، تو معذرت کر لے۔ اس لئے کہ اس شخص کا ایسی حالت میں کہ دوسرے لوگ کھا ہی رہے ہوں، کھانا سے ہاتھ روک لینا، اس کے جلیس یعنی ساتھ کھانے والے کو خجالت اور شرمندگی میں ڈال دے گا اور وہ لوگ بھی اپنے اپنے ہاتھ کھانے سے روک لیں گے اور ممکن ہے کہ کسی کو کھانے کی حاجت باقی ہو۔

حدیث: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَاعَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ وَاِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ۔ (متفق علیہ/صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب ماعاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طعاما قط، ج:۲، ص:۸۱۴، مکتبہ رشیدیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانے کو عیب دار نہیں فرماتے تھے، یعنی کسی کھانے کا عیب بیان نہیں فرماتے تھے۔ اگر اس کھانے کے تناول فرمانے کی خواہش ہوتی، تو تناول فرما لیتے اور اگر آپ اس کو پسند نہیں فرماتے، تو چھوڑ دیتے۔

حدیث: عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ مَعَ قَوْمٍ كَانَ آخِرُهُمْ اَكْلًا۔

(مشکوۃ المصابیح، باب الضیافۃ، ص:۳۷۰، مجلس برکات مبارک پور)

ترجمہ: حضرت جعفر ابن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قوم (یعنی لوگوں کے ساتھ) ایک دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے تھے، تو آخری کھانے والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتے تھے، یعنی آپ سب کے بعد کھانے سے دست مبارک کو روکتے تھے۔

حدیث: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کُلُوْا جَمِیْعاً وَلَا تَفَرَّقُوْا فَاِنَّ الْبَرَکَۃَ مَعَ الْجَمَاعَۃِ۔ (رواہ ابن ماجہ/سنن ابن ماجہ، کتاب الأطعمۃ، باب الاجتماع علی الطعام، ص:۵۵۴، مکتبۃ المعارف ریاض)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ کھانا کھایا کرو اور جدا جدا مت کھاؤ۔ اس لیے کہ برکت جماعت کے ساتھ کھانے میں ہوتی ہے۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ اَنْ یَّخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَیْفِہٖ اِلیٰ بَابِ الدَّارِ۔ (رواہ ابن ماجہ/سنن ابن ماجہ، کتاب الأطعمۃ، باب الضیافۃ، ص:۵٦۴، مکتبۃ المعارف ریاض)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہمان کے ساتھ گھر کے دروازہ تک جانا سنت ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان ارشادات عالیہ کا لُبِّ لُباب اور خلاصہ یہ ہے کہ کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ جوتا یا کھڑاؤں پہنے ہوئے کھانا نہ کھائے اور کھانا شروع کرنے سے پہلے ہاتھ دھوئے اور بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرے اور بغیر بسم اللہ کہے کھانا کھانے سے شیطان شریک ہو جاتا ہے۔ اگر ابتدا میں بسم اللہ کہنا بھول جائے اور کھانا کھانے کے درمیان یاد آئے، تو "بِسْمِ اللہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ" کہہ لے اور دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پیئے۔

بائیں ہاتھ سے کھانا پینا مکروہ وممنوع ہے۔ اگر کھانا کھانے کے درمیان پانی پینے کی ضرورت محسوس ہو، تو پانی کے برتن کو بائیں ہاتھ سے پکڑے اور دائیں ہاتھ کو پانی کے برتن سے لگائے اور کھانا برتن کے ایک کنارہ سے کھانا چاہیے۔ برتن کے درمیان سے نہ کھائے اور جب کھانا کھا چکے، تو ہاتھ دھونے سے پہلے انگلیوں کو چاٹ لے اور بعض روایت میں ہے کہ کھانے کے برتن کو بھی چاٹے۔ کھانا کھانے میں اگر لقمہ ہاتھ سے دسترخوان میں گر جائے، تو اس کو بھی اٹھا کر کھالینا چاہیے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ دھو کر:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ (یا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مُّبَارَكاً فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ عنه وَلَا مُوَدَّعٍ فِيْهِ وَلَا مُسْتَغْنیً عَنْهُ رَبَّنَا۔

کہنا چاہیے اور دو چار یا دس پانچ یا اس سے کم وبیش آدمی ایک جگہ مل کر کھانا کھانے کی صورت میں ساتھ کھانا کھانے والوں کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے اور جب تک دسترخوان نہ اٹھایا جائے، جماعت کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں اٹھنا چاہیے اور اگر جماعت کے لوگوں میں کسی کو کم کھانے کی عادت ہے۔ پھر بھی دوسروں کے کھانا کھانے کے درمیان نہیں اٹھنا چاہیے اور نہ کھانے سے ہاتھ روکنا چاہیے، بلکہ ساتھ کھانے والوں کی رعایت کرنی چاہیے اور اُن کی موافقت میں تھوڑا تھوڑا کھاتے رہنا چاہیے اور اگر اُٹھ جائے، تو اپنے اٹھ جانے کے متعلق کوئی عذر ظاہر کرے۔

اس لیے کہ ساتھ کھانے کے درمیان اٹھ جانے سے ساتھیوں کو خجالت اور شرمندگی ہوگی اور کھانے کی خواہش باقی رہنے کے باوجود وہ لوگ بھی ہاتھ روک لیں گے اور کسی کھانے کو بُرا بھلا نہ کہے، جو کچھ سامنے موجود ہو، اگر کھانے کی خواہش ہو، تو کھائے، ورنہ نہ کھائے اور جب بہت سے لوگ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھائیں، تو اس طرح کھائیں کہ اخیر تک اپنے ساتھ والوں کے ساتھ ٹھہر سکیں۔ ایسا نہ کریں کہ جلد جلد کھا کر اس کے ساتھ کھانے والوں سے پہلے اٹھ جائیں۔ اگر چند آدمی ایک ساتھ کھانے والے ہوں، تو چاہیے کہ سب ایک ہی جگہ بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ متفرق طور پر بیٹھ کر نہ کھائیں۔ جب مہمان کھانا سے فارغ ہو کر جانے لگیں، تو میزبان کو چاہیے کہ اپنے گھر کے دروازہ تک مہمانوں کے ساتھ مہمانوں کو رخصت کرنے جائے۔

کھانا کھانے کے آداب

کھانا کھانے کے آداب سے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جس قدر ارشادات بیان کیے گئے، ان ارشادات سے صاف ظاہر ہے کہ کھانا کھانے کے جس قدر آداب ہیں، ان میں سے بعض کھانا کھانے سے پہلے اور بعض کھانا کھانے کے درمیان اور بعض کھانا کھانے کے بعد سے متعلق ہیں۔ ان آداب مسنونہ میں سے اکثر کو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 'کیمیائے سعادت' کے رکن دوم کی پہلی فصل میں بالتفصیل بیان فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کھانا کھانے میں بہت سے امور سنت ہیں۔ بعض کھانا کھانے سے پہلے اور بعض کھانا کھانے کے درمیان اور بعض کھانا کھانے کے بعد۔ کھانا کھانے سے، پہلے جن آداب کا لحاظ رکھنا سنت ہے، ان میں سے:

پہلا: یہ ہے کہ ہاتھ اور منہ دھولے۔ اس لئے کہ کھانا جب زادِ آخرت کے جمع کرنے کی قوت حاصل کرنے کی نیت سے ہو، تو کھانا کھانا عین عبادت ہے اور کھانے سے پہلے ہاتھ منہ دھونا عبادت شروع کرنے سے پہلے وضو کی منزل میں ہے اور ہاتھ اور منہ زیادہ پاک وصاف بھی ہوجاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھولے، افلاس اور تنگدستی سے محفوظ رہے گا۔

دوسرا: یہ کہ کھانا دسترخوان پر رکھ کر کھائے۔ خِوَانْ پر (کھانا رکھنے کا کٹھرا جو لکڑی کا بنا ہوا بڑا اور چوڑا برتن ہوتا ہے) نہ کھائے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانا دسترخوان ہی پر رکھ کر تناول فرمایا کرتے تھے۔ سُفْرَۃ [یعنی دسترخوان] سفر کو یاد دلاتا ہے اور دنیا کا سفر آخرت کے سفر کو یاد دلاتا ہے اور دسترخوان پر کھانا کھانے میں اظہار فروتنی اور عاجزی ہے۔ اگر چہ خِوَانْ پر بھی کھانا جائز ہے۔ شارع علیہ السلام سے اس کی ممانعت نہیں آئی ہے۔ مگر دسترخوان پر کھانا کھانا آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ آپ نے ہمیشہ دسترخوان ہی پر کھانا تناول فرمایا ہے اور یہی ہمارے اسلاف (بزرگوں) کا طریقہ رہا ہے۔

تیسرا: یہ ہے کہ اچھی طرح بیٹھے۔ دایاں گھٹنا اٹھا کر بائیں پنڈلی پر بیٹھے اور تکیہ لگا کر نہ کھائے۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا ہوں۔ اس لئے کہ میں بندہ ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں اور بندوں کی طرح کھاتا ہوں۔

چوتھا: یہ ہے کہ نیت کرے کہ میں عبادت کی قوت حاصل کرنے کے لئے کھاتا ہوں۔ نفس کے لیے نہیں کھاتا ہوں۔ حضرت ابراہیم شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اتنے برس گزرے۔ مگر میں نے کوئی چیز نفس کے لیے نہیں کھائی ہے اور اس نیت کی سچائی کی علامت یہ ہے کہ تھوڑا کھانے کا قصد کرے۔ اس لئے کہ زیادہ کھانا عبادت سے باز رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چند چھوٹے چھوٹے لقمے جو آدمی کی پیٹھ کو سیدھی رکھیں، کافی ہیں اور اگر اس پر قناعت نہ ہو سکے، تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے لیے اور ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے ہے، یعنی دو حصہ پیٹ کو کھانا پانی سے پُر کرو اور ایک حصہ کو سانس لینے کے لیے چھوڑ دو۔

پانچواں: یہ ہے کہ جب تک بھوک نہ لگے، کھانا نہ کھائے، کھانا کھانے سے پہلے عمدہ ترین سنت بھوک ہے اور جب تک بھوک نہ لگے، کھانا کھانا مکروہ اور مذموم ہے۔ جو شخص کہ کھانے سے پہلے بھوکا ہو اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھی بھوکا رہے، طبیب اور معالج کا محتاج نہ ہوگا۔

چھٹا: یہ ہے کھانا کھانے کے وقت جو کچھ حاضر ہو، اسی پر قناعت کرے۔ عمدہ اور نفیس کھانا نہ ڈھونڈے۔ اس لیے کہ کھانے سے مسلمانوں کا مقصد عبادت کی قوت کی حفاظت ہے۔ عیش وعشرت مقصود نہیں اور کھانا کی تعظیم کرنا سنت ہے۔ اس لئے کہ آدمی کی بقا اُسی سے ہے اور بہترین تعظیم کھانے کی یہ ہے کہ کھانا سامنے آجائے، تو اس کو سالن کے انتظار میں نہ رکھیں۔ بلکہ نماز کے بھی انتظار میں نہ رکھیں۔ بلکہ جب کھانا سامنے آجائے، تو پہلے کھانا کھالیں۔ اس کے بعد نماز پڑھیں۔ ہاں! اگر نماز کے وقت کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو، تو پہلے نماز پڑھیں۔ اس کے بعد کھانا کھائیں۔ اسی طرح

اگر جماعت کھڑی ہوگئی ہواور کھانا سامنے آجائے،تو جماعت ترک نہ کرے۔

ساتواں: یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ ہمیشہ کھانا کھاتا ہو، جب تک وہ شخص نہ آجائے، ہاتھ کھانے میں نہ ڈالے، یعنی کھانا شروع نہ کرے۔اس لئے کہ تنہا کھانا تناول کرنا اچھا نہیں اور کھانے میں، جس قدر ہاتھ زیادہ ہوتے ہیں، اسی قدر برکت بھی زیادہ ہوتی ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکیلے کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔

آٹھواں: یہ ہے کہ جوتا یا کھڑاؤں پہن کر نہ کھائے۔اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کھانا رکھا جائے،تو جوتیوں کو اتار دو۔اس میں تمہارے پاؤں کے لئے راحت ہے۔

کھانے کے وقت کے آداب

اور کھانے کے وقت کے آداب یہ ہیں کہ پہلے بسم اللہ کہے اور آخر میں الحمد للہ کہے اور عمدہ اور بہتر یہ ہے کہ اول لقمہ میں بسم اللہ کہے اور دوسرے لقمہ میں بسم اللہ الرحمن اور تیسرے لقمہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے کہے۔تاکہ دوسروں کو بھی بسم اللہ کہنا یاد آجائے اور داہنے ہاتھ سے کھائے اور نمک سے کھانے کی ابتدا کرے اور نمک ہی پر کھانے کو ختم بھی کرے۔حدیث میں آیا ہے کہ حرص [لالچ] کو پہلے ہی باین طور توڑ دے کہ خواہش کے بر خلاف پہلے ایک چھوٹا لقمہ لے اور خوب چبائے، جب تک اس پہلے لقمہ کو نگل نہ لے، دوسرا لقمہ ہاتھ میں نہ لے۔کھانے کو عیب نہ لگائے۔اگر اچھا ہوتا،تو حضور تناول فرما لیتے، ورنہ ہاتھ روک لیتے اور اپنے سامنے سے کھائے۔مگر طباق کی ہر جانب سے میوہ لے کر کھانا درست ہے۔

اس لیے کہ میوہ مختلف قسم کا ہوتا ہے۔اس طرح اگر مختلف قسم کی مٹھائی یا مختلف قسم کا کھانا ایک ہی طباق میں ہو،تو طباق کے ہر سمت سے لے کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ثرید کے پیالہ کے بیچ سے نہ کھائے۔بلکہ ایک کنارے سے لے کر کھائے۔روٹی اور گوشت کو چھری سے کاٹ کر نہ کھائے اور پیالہ وغیرہ روٹی پر نہ رکھے اور نہ روٹی میں ہاتھ صاف کرے۔جو نوالہ

ہاتھ سے گر پڑے، اسے اٹھا لے اور صاف کر کے کھالے۔ بشرطیکہ کوئی ناپاک چیز اس میں نہ لگی ہو۔ ناپاک چیز اس میں لگ جائے اور اس کے دور کر دینے سے وہ لقمہ پاک ہو جائے، تو اس صورت میں اس نجاست کو دور کر کے وہ لقمہ کھالے اور اگر اس گرے ہوئے لقمے میں نجاست کی آمیزش اس طرح ہو گئی ہو کہ اس کا ازالہ غیر ممکن ہو یا دور کر دینے کی صورت میں بھی وہ لقمہ پاک نہ ہو سکے، تو اس صورت میں اس گرے لقمہ کو نہ کھائے، بلکہ کسی غیر ماکول اللحم (جس کا گوشت نہ کھایا جاتا ہو) جانور کو دے دے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہاتھ سے اگر لقمہ گر جائے، تو صاف کر کے اسے کھالے اور شیطان کے لئے اسے نہ چھوڑے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد پہلے انگلیوں کو چاٹے۔ پھر کسی کپڑے سے پونچھ لے اور گرم کھانا پھوک کر نہ کھائے، بلکہ کچھ دیر ٹھہر جائے۔ تا کہ ٹھنڈا ہو جائے اور کھانا کھانے کے درمیان زیادہ پانی نہ پیئے۔

کھانا کھانے کے بعد کے آداب

کھانا کھانے کے بعد کے آداب یہ ہیں کہ پیٹ بھرنے سے پہلے ہی ہاتھ کھینچ لے اور انگلیوں کو منہ سے صاف کرے۔ پھر دسترخوان میں پوچھ ڈالے۔ دسترخوان پر روٹی کے ٹکڑے، جس قدر ہوں، چن لے۔ اس لیے کہ حدیث میں ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا، اس کے عیش میں وسعت اور فراخی ہوگی اور اس کی اولاد بے عیب اور سلامت رہے گی اور وہ ٹکڑے اس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے اور جو کچھ خلال سے نکالے، اس کو پھینک دے اور برتن کو انگلی سے صاف کرے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کھانے کے بعد کھانے کے برتن کو پونچھ لیتا ہے (یعنی انگلی سے برتن کو پونچھ کر کے انگلی کو زبان سے چاٹ لیتا ہے) تو وہ برتن اس کے لیے دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار! جس طرح اس شخص نے مجھ کو شیطان کے ہاتھ سے آزاد کیا ہے، تو اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر اور اگر برتن کو دھو کر اس کا دھون پی لیا جائے، تو ایسا ثواب پائے گا کہ گویا اس نے غلام آزاد کیا اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد یہ پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَاٰوَانَا وَهُوَ سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا، (یا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اور قُلْ

ھُوَ اللہُ اَحَدٌ اور لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھیں۔

اور جب حلال کھانا کھانے کو ملے، تو خدا کا شکر ادا کریں اور جب شبہ کا کھانا کھائے، تو روئے اور اظہارِ غم کرے۔ اس لیے کہ جو شخص کھاتا ہے اور خدا کی یاد میں روتا ہے، اس شخص کی طرح نہیں ہے، جو کھاتا ہے اور خدا کی یاد سے غافل ہو کر ہنستا ہے۔ کھانے سے فارغ ہو کر جب ہاتھ دھونے لگے، تو پہلے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کے پھیرے کو بغیر اشنان یا صابون کے دھوئے۔ پھر اشنان میں انگلیوں کو ڈبو کر ہونٹ اور دانت اور تالو پر رکھ کر خوب ملے اور انگلیوں کو دھوئے۔ پھر منہ کو اشنان یا صابون سے دھوئے۔

کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے آداب

کھانا کھانے کے یہ تمام آداب جو مذکور ہوئے، ان میں سے اکثر آداب تنہا کھانا کھانے کے ہیں اور بعض آداب دوسرے کے ساتھ کھانا کھانے کے بھی ہیں۔ تنہا کھانا کھانے یا کسی کے ساتھ کھانا کھانے کی تقدیر پر ان آداب کا لحاظ رکھنا تو بہر حال ضروری ہے۔ مگر جب کسی کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق پڑے، تو ان آداب کے ساتھ ساتھ اور دوسرے سات آداب اور بڑھالے۔

پہلا یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ کھانے بیٹھے، اگر وہ شخص عمر یا علم یا زہد وتقویٰ میں یا اور کسی سبب سے مرتبہ میں بڑھا ہوا ہو، تو جب تک وہ شخص کھانا شروع نہ کرے، خود نہ کھائے اور اگر خود درجہ میں سب سے بڑھا ہوا ہے، تو دوسرے کو انتظار میں نہ رکھے۔ بلکہ جب تمام کھانے والے لوگ دسترخوان پر موجود ہوں اور کھانا سب کے سامنے پہنچ گیا ہو، تو کھانا شروع کردے۔ تا کہ دوسرے لوگ کھانا شروع کرنے کے انتظار کی تکلیف اور زحمت سے بچیں۔

دوسرا یہ ہے کہ کھانا کھانے کے درمیان چپ چاپ نہ رہے۔ جیسا کہ اہل عجم کی عادت ہے۔ بلکہ متقی پرہیزگاروں کے اچھے اچھے واقعات اور حکایات اور عمدہ عمدہ حکمت اور شریعت کی باتیں کریں۔ واہیات اور خرافات کی باتیں نہ کریں۔

تیسرا یہ ہے کہ اپنے ساتھ کھانے والے کا پورا خیال رکھیں۔ تا کہ کسی حالت میں اس

سے زیادہ نہ کھائے۔ اس لئے کہ کھانا مشترک ہونے کی صورت میں یہ حرام ہے۔ بلکہ خود کم کھائے اور اپنے ساتھ کھانے والے کو زیادہ کھلائے اور اچھا اچھا کھانا اس کے آگے رکھے اور اگر ساتھ کھانے والا آہستہ آہستہ کھائے، تو اس سے اصرار کرے کہ بخوشی اچھی طرح کھائے اور تین مرتبہ سے زیادہ تقاضا نہ کرے۔ اس لیے کہ تین مرتبہ سے زیادہ 'کھاؤ کھاؤ' کہنا الحاح اور افراط میں داخل ہے اور قسم نہ دے۔

چوتھا یہ ہے کہ ساتھ کھانے والے کو ''کھاؤ کھاؤ'' کہنے کی ضرورت نہ پڑے۔ بلکہ جس طرح وہ کھاتا ہے، اسی طرح اس کا ساتھ دینا چاہیے اور اپنی عادت سے کم نہ کھائے۔ اس لیے یہ ریا (دکھاوا) ہے اور تنہائی میں اپنے کو مؤدب رکھے۔ جس طرح لوگوں کے سامنے مؤدب رہتا ہے، تاکہ جب لوگوں کے ساتھ ہو، تو ادب سے کھانا کھا سکے اور اگر دوسرے کو زیادہ کھلانے کی نیت سے خود کم کھائے، تو عمدہ اور بہتر ہے اور اگر دوسروں کو خوش کرنے کے لئے زیادہ کھائے، تو بھی بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جو کبار اولیاء اللہ میں سے گزرے ہیں۔ فقرا کو خرما کھانے کی دعوت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو شخص زیادہ کھائے گا۔ ایک ایک گٹھلی کے عوض ایک ایک درہم دوں گا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ایک ایک شخص کے پاس کئی گٹھلیاں گنتے تھے اور ہر ایک گٹھلی کے عوض ایک ایک درہم دیتے تھے۔ جس کے پاس زیادہ گٹھلیاں ہوتی تھیں، وہ زیادہ درہم پاتے تھے۔

پانچواں یہ ہے کہ نگاہیں نیچی رکھے اور دوسروں کے لقمہ کو نہ دیکھے۔ اگر لوگ اس کا ادب اور لحاظ کریں، تو دوسروں سے پہلے کھانے سے اپنا ہاتھ نہ روکے اور اگر تھوڑا کھانے کی عادت ہے، تو پہلے ہاتھ روک رکھے یا کم کم کھائے۔ تاکہ آخر میں اچھی طرح کھا سکے اور اگر کم کھانے کے عادی ہونے کی وجہ سے تھوڑا ہی کھانے پر سیر حاصل ہو جائے اور زیادہ نہ کھا سکے، تو اپنے کم کھانے کا عذر بیان کر دے۔ تاکہ دوسروں کو خجالت اور شرمندگی نہ ہو۔

چھٹا یہ ہے کہ کھانے کے درمیان جن امور کے کرنے سے دوسروں کی طبیعت کو کراہت اور نفرت ہو، ایسا نہ کرے اور ہاتھ برتن میں نہ جھاڑے اور کھانے کے برتن کی طرف اتنا نہ جھکے

کہ منہ سے جو نکلے، برتن میں گر جائے اور اگر منہ سے کچھ نکالے، تو منہ کو پھیر لے اور روغن اور چربی والا لقمہ سرکہ میں نہ ڈبوئے اور جس لقمہ کو دانت سے کاٹا ہے، اسے برتن میں نہ ڈالے۔ اس لیے کہ ان امور سے لوگوں کی طبیعت نفرت کرتی ہے اور کھانے کے درمیان گھناؤنی چیزوں کا ذکر نہ کرے۔

ساتواں یہ کہ اگر ہاتھ طشت میں دھوے، تو منہ کا پانی یعنی کلی لوگوں کے سامنے طشت میں نہ ڈالے، بلکہ ہاتھ سے آڑ کر کے ڈالے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھلانے میں اہل مجلس سے جو شخص معزز و محترم ہو، اس کو مقدم کرے اور جب لوگ اس معزز شخص کی تعظیم ان امور میں کریں، تو اس کو چاہیے کہ قبول کر لے، یعنی مان لے اور انکار نہ کرے اور داہنی طرف سے طشت کو گھمائے (یعنی ہاتھ دھلانا شروع کرے) اور تمام لوگوں کے ہاتھ کے دھون (یعنی ہاتھ دھلائے ہوئے پانی) کو جمع کرے اور ایک ہی دفع پھینکے اور ایک ایک شخص کے ہاتھ کا دھون الگ الگ نہ پھینکے، یعنی ایسا نہ کرے کہ ایک ایک شخص کا ہاتھ اور منہ دھلاتا جائے اور ہر ایک شخص کے ہاتھ اور منہ کا دھون علیحدہ علیحدہ پھینکتا جائے۔

اس لئے کہ یہ عادت اہل عجم کی ہے اور اگر تمام لوگ ایک ہی بار میں ہاتھ دھولیں، تو زیادہ بہتر اور فروتنی وانکساری سے نزدیک تر ہے اور جب طشت میں کلی کرے یا لوگوں کے سامنے زمین ہی پر کلی کرے، تو آہستگی سے کرے۔ تاکہ کلی کی چھینٹ کسی آدمی اور فرش پر نہ پڑے اور جو شخص ہاتھ پر پانی ڈالتا ہو، یعنی ہاتھ دھلاتا ہو، کھڑے ہو کر ہاتھ دھلائے۔ اس لیے کہ بیٹھ کر ہاتھ دھلانے سے کھڑا ہو کر ہاتھ دھلانا اولیٰ اور زیادہ بہتر ہے اور یہ کل آداب، احادیثِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آثار سلف صالحین سے ثابت ہیں۔ انسان اور جانوروں کے درمیان ما بہ الامتیاز اور ما بہ الفرق یہی آداب ہیں۔ اس لیے کہ حیوان جس طرح چاہتا ہے، اس طرح کھاتا ہے، اچھی اور بُری باتوں کو نہیں جانتا ہے۔ اس لیے کہ جانوروں کو یہ تمیز ہی نہیں دی گئی ہے اور چوں کہ انسان کو یہ تمیز دی گئی ہے۔ اگر اس تمیز پر کاربند نہ ہوگا، تو عقل اور تمیز کے حقوق ادا کرنے والا نہ ہوگا اور خدائے تعالیٰ کی اس نعمت کا بے قدری اور ناشکری کرنے والا ہوگا۔

پانی پینے کے آداب

پانی پینے کے آداب یہ ہیں کہ پانی کا برتن داہنے ہاتھ میں لے اور بسم اللہ کہے، آہستہ آہستہ پیئے، کھڑے کھڑے اور لیٹے لیٹے نہ پیئے، پانی پینے سے پہلے پانی کے برتن کو دیکھ لے کہ اس میں تنکا یا کیڑا تو نہیں ہے، اگر پانی پینے کے درمیان ڈکار آئے، تو پانی کے برتن کی طرف سے منہ پھیر لے۔ اگر ایک دفعہ سے زیادہ میں پینا چاہے، تو تین دفعہ کر کے پیئے اور ہر دفعہ بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے اور پانی کے برتن کے نیچے کا خیال رکھے۔ تا کہ پانی کہیں نہ ٹپکے اور جب پانی پی چکے، تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَهٗ عَذْباً فُرَاتاً وَّلَمْ یَجْعَلْهُ مِلْحاً اُجَاجاً بِذُنُوْبِنَا۔

یعنی اس خدا کا شکر اور تعریف ہے، جس نے اپنی رحمت سے اس پانی کو خوش ذائقہ میٹھا بنایا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے اسے کھارا، بدمزہ نہیں کیا۔ (انتھی ملخصا)

دوستوں اور دینی بھائیوں کے ساتھ کھانا کھانے کی فضیلت

دوستوں اور دینی بھائیوں کے ساتھ کھانا کھانے کی فضیلت کے بیان میں امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی کتاب 'کیمیائے سعادت' میں تحریر فرماتے ہیں کہ کسی دوست کی ضیافت کرنا صدقہ دینے سے افضل اور فاضل تر ہے۔ حدیث میں ہے کہ خداوند جل وعلا بندوں سے تین چیز کے بارے میں کوئی پرسش نہیں کرے گا۔ ایک یہ کہ جو کچھ سحری کے وقت کھاتا ہے۔ دوسری یہ کہ جس چیز سے روزہ افطار کرتا ہے۔ تیسری یہ کہ جو کچھ دوستوں کے ساتھ کھاتا ہے۔

حضرت امام جعفر بن امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے (یعنی کھانا کھائے)، تو کھانے میں جلدی نہ کرے۔ تا کہ خوب دیر ہو۔ اس لیے کہ جس قدر وقت دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ دسترخوان میں بیٹھنے میں صرف کرے گا، اس کا حساب و کتاب نہ ہوگا۔ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: بندہ جو کچھ کھاتا ہے اور اپنے ماں باپ کو کھلاتا پلاتا ہے، اس کا حساب ہوگا۔ مگر جو

کچھ دوستوں کو کھلاتا پلاتا ہے، اس کا حساب نہ ہوگا۔ (کیمیائے سعادت مترجم،ص:۲۴۵،ضیا محل دہلی)

ایک بزرگ کی عادت تھی کہ جب بھائیوں کے لیے دسترخوان بچھاتے تھے۔ تو اس پر بہت زیادہ مقدار میں کھانا رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ حدیث میں ہے کہ دوستوں کو کھلانے پلانے کے بعد جو کھانا دوستوں کے آگے رہ جاتا ہے، اس کا حساب نہیں ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ دوستوں کے سامنے سے کھانا بچ جائے۔ میں اسی کھانا میں سے کھاؤں۔ (کیمیائے سعادت مترجم،ص:۲۴۵،ضیا محل دہلی)

امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک غلام آزاد کرنے سے ایک صاع کھانا بھائیوں کے آگے رکھنے کو میں زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ (کیمیائے سعادت مترجم، ص:۲۴۶،ضیا محل دہلی)

حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز خداوند جلّ و علا فرمائے گا کہ اے ابن آدم! میں بھوکا تھا اور تم نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ لوگ عرض کریں گے کہ اے خداوند کریم! تو کس طرح بھوکا ہوا؟۔ حالاں کہ تو تمام دنیا کا مالک اور روزی عطا کرنے والا ہے اور تجھ کو کھانے کی حاجت نہیں۔ ارشاد ہوگا کہ تیرا بھائی بھوکا تھا۔ اگر تو اس کو کھانا دیتا، تو گویا مجھ کو دیا ہوتا۔ (مشکوۃ المصابیح، باب عیادۃ المریض،ص:۱۳۴،مجلس برکات مبارک پور)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا پانی دیتا ہے، خداوند تعالیٰ اس شخص کو آتشِ دوزخ سے سات خندق دور رکھتا ہے۔ ہر خندق کے درمیان پانچ سو برس کا راستہ ہوتا ہے۔ (کیمیائے سعادت مترجم،ص:۲۴۷،ضیا محل دہلی)

اور فرمایا کہ:

'خَيْرُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ' (المستدرك على الصحيحين، ج:۴، ص:۳۱۰،المكتبة الشاملة)

یعنی تم میں بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

اور جو دوست دوسرے کی ملاقات کو جائے، ان کے کھانا کھانے کے چار آداب ہیں:

پہلا یہ کہ قصداً کھانا کھانے کے وقت کسی کی ملاقات کو نہ جائے، اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ جو شخص بے بلائے کسی کے کھانے کا قصد کرتا ہے، یعنی کسی کے پاس اس کے کھانے

کے وقت بایں نیت جاتا ہے کہ وہیں چل کر کھانا کھالوں گا، تو ایسا شخص جانے میں گنہگار ہوتا ہے اور حرام کھانے والا ہوتا ہے اور اگر اتفاقیہ کسی کے ہاں اس کے کھانے کے وقت جا پہنچے، تو بے کہے نہ کھائے اور اگر کھانے کو کہے اور جانے والا شخص جانے، کہ دل سے نہیں کہتا ہے، تو بھی نہیں کھانا چاہیے۔ لیکن لطائف الحیل [حسن بہانہ] سے انکار کردے۔ مگر جس دوست پر اعتماد اور جس کے دل سے آگاہ ہو، تو ایسے دوست کے گھر بے بلائے کھانے کی نیت سے جانا جائز اور درست ہے۔ بلکہ دوستوں کے درمیان یہ سنت ہے۔ اس لئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھوک کے وقت حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت ابوالہیثم بن التیہان کے گھر تشریف لے گئے اور کھانا تناول فرمایا۔ (صحیح مسلم، ج:۲، ص:۱۷۶-۱۷۷، مجلس برکات مبارک پور)

اور ایسا کرنا امر خیر پر میزبان کی اعانت ہے۔ شرط یہ ہے کہ معلوم ہو کہ میزبان اس کا راغب ہے اور ایسا کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی ایسا دینی دوست ہو، جو دوستوں کو کھلانے پلانے سے بے حد خوش رہتا ہے، تو ایسے دینی دوست کی عدم موجودگی میں بھی اس کے یہاں کھانا جائز ہے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی عدم موجودگی میں ان کا کھانا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تناول فرمایا۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضرت بریدہ اس سے خوش ہوں گے۔ (کیمیائے سعادت مترجم، ص:۲۴۲، ادبی دنیا مٹیا محل دہلی)

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگان اہل ورع میں سے تھے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضرت حسن بصری کی عدم موجودگی میں ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور جو کچھ پاتے تھے، تناول فرمالیتے تھے۔ جب حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر تشریف لاتے تھے، تو یہ معلوم کر کے خوش ہوتے تھے۔ (کیمیائے سعادت مترجم، ص:۲۴۲، ادبی دنیا مٹیا محل دہلی)

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگان اہل ورع میں سے تھے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضرت حسن بصری کی عدم موجودگی میں ان کے گھر ایک مرتبہ بزرگان دین کے ایک گروہ نے حضرت سفیان ثوری کے گھر میں ایسا ہی کیا۔ (یعنی ان کی عدم موجودگی ان کے گھر جا

کر کھانا تناول فرمایا)۔ جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر تشریف لائے، تو یہ حال معلوم کر کے فرمانے لگے کہ آپ حضرات نے ایسا کر کے مجھ کو سلف صالحین کے اخلاق یاد دلائے۔ اس لئے کہ وہ حضرات ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (کیمیائے سعادت مترجم، ص: ۲۴۷، مٹیا محل دہلی)

دوسرا یہ ہے کہ جب کوئی دوست ملاقات کو آئے، تو جو کچھ موجود ہو، ان کے سامنے لائے، کچھ تکلف نہ کرے اور اگر کچھ نہ ہو، تو قرض نہ لے۔ ایک شخص نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی، آپ نے فرمایا کہ تین شرطوں سے میں تیرے گھر دعوت ادا کرنے آؤں گا۔ ایک یہ کہ بازار سے کچھ نہ لاؤ گے۔ دوسری یہ کہ جو کچھ گھر میں ہو، اس سے کچھ پھیر نہ لے جاؤ گے۔ تیسری یہ کہ اپنے اہل وعیال کا پورا حصہ بچا رکھو گے۔ (کیمیائے سعادت مترجم، ص: ۲۴۷، مٹیا محل دہلی)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ جو ایک دوسرے سے چھوٹ گئے ہیں، صرف تکلف کی وجہ سے چھوٹ گئے ہیں، اگر تکلف درمیان سے اٹھ جائے، تو بے دھڑک ایک دوسرے سے مل سکتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو تکلف نہ کرنے اور ما حضر سے دریغ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روٹی کے ٹکڑے اور خشک چھوہارے ایک دوسرے کے سامنے لاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے، جو فقیر کو حقیر اور ناچیز سمجھ کر سامنے نہ لائے یا وہ شخص جس کے سامنے لایا جائے اور وہ اسے حقیر سمجھے۔ (کیمیائے سعادت مترجم، ص: ۲۴۷، مٹیا محل دہلی)

تیسرا ادب یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہو کہ میزبان پر فرمائش کرنے سے اس کو دشوار معلوم ہوگا، تو فرمائش نہ کرے اور اگر مہمان کو دو قسم کے کھانے میں اختیار دے، یعنی میزبان مہمان سے یہ کہے کہ فلاں فلاں قسم کے کھانے میں سے کس قسم کا کھانا آپ کے لئے پکوایا جائے؟۔ تو دونوں کھانے میں سے جس قسم کے کھانے کا انتظام کرنا میزبان پر زیادہ آسان ہو، اسی کو اختیار کرے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ مگر جہاں یہ معلوم ہو کہ فرمائش کرنا میزبان پر دشوار نہ ہوگا۔ بلکہ فرمائش کرنے سے اور بھی میزبان کو خوشی ہوگی، تو اس موقع پر میزبان پر فرمائش کرنا جائز ہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد شریف میں زعفرانی کے گھر تشریف رکھتے تھے اور زعفرانی ہر روز کھانے کے اقسام ایک کاغذ پر لکھ کر کھانا پکانے والے کو دے دیتا تھا۔ ایک روز حضرت امام شافعی نے ایک قسم کا کھانا اپنے دست خاص سے اسی کاغذ میں لکھ کر بڑھا دیا۔ جب زعفرانی نے اس مکتوب کو لونڈی کے ہاتھ میں دیکھا، بے حد خوش ہوا اور شکرانہ میں اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ (کیمیائے سعادت مترجم، ص: ۲۴۸، ادبی دنیا مٹیا محل دہلی)

چوتھا ادب یہ ہے کہ صاحب خانہ اگر مہمانوں کی فرمائش اور حکم بجالانے کو پسند کرتا ہو اور اس سے خوش ہوتا ہو، تو صاحب خانہ مہمانوں سے دریافت کرے کہ آپ لوگوں کو کس قسم کا کھانا زیادہ مرغوب اور پسند ہے اور کس چیز کے کھانے کو زیادہ جی چاہتا ہے؟۔ اس لیے کہ مہمانوں کی جو کچھ آرزو اور خواہش ہوتی ہے، اس کے مہیا کرنے میں بہت بڑا ثواب ہوتا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسلمان بھائیوں کی آرزو پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے، ہزار ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں اور ہزار ہزار برائیاں اس کے نامۂ اعمال سے مٹائے جاتے ہیں اور ہزار ہزار درجات اس کے بلند کیے جاتے ہیں اور تین جنتوں سے اس کو حصہ دیا جاتا ہے، ایک فردوس، دوسری عدن اور تیسری خلد۔ مگر مہمانوں سے یہ پوچھنا کہ فلاں چیز لاؤں یا نہ لاؤں، مکروہ اور برا ہے، بلکہ جو کچھ موجود ہو، لائے، اگر مہمان نہ کھائے، تو اُسے لے جائے۔ (کیمیائے سعادت مترجم، ص: ۲۴۷، مٹیا محل دہلی)

آداب مذکورہ یہ ایسے مہمان اور ایسے میزبان کے ہیں، جو بے بلائے کسی کے ہاں چلا جائے اور اگر کوئی شخص کسی کی دعوت کرے، تو ایسے مہمان اور ایسے میزبان کا حکم دوسرا ہے۔ حضرات بزرگان دین کا ارشاد ہے کہ اگر بے بلائے کوئی مہمان آجائے، تو تکلف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر کوئی کسی کو دعوت دے کر بلائے، تو ایسے مہمان کے لیے کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔ یعنی کھلانے پلانے میں اپنی استطاعت کے مطابق تکلف کرنا چاہیے۔ ضیافت کی بے حد فضیلت ہے۔ مگر دعوت میں حاضر ہونے کے یہ آداب ہیں کہ میزبان کو منتظر نہ رکھے اور صاحب دعوت کے ہاں جانے میں جلدی کرے اور اچھی جگہ نہ بیٹھے۔ میزبان جس جگہ بیٹھنے کو کہے، وہیں بیٹھے اور اگر دیگر مہمان حضرات صدر مقام پر بیٹھنے کو کہیں، تو اظہار فروتنی کرے۔

اور بالکل تھوڑا کھانا مہمان کے آگے نہ رکھے۔ اس لئے کہ اس میں بے مروتی ہوتی ہے اور بہت زیادہ بھی نہ رکھے کہ اس میں بظاہر تکبر اور غرور کا وہم ہوتا ہے۔ مگر بایں نیت زیادہ رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ اگر زیادہ بھی ہوگا۔ تو کوئی حساب نہیں ہوگا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مہمانوں کے سامنے بہت سا کھانا رکھا، حضرت سفیان ثوری نے حضرت ابراہیم بن ادہم سے کہا کہ آپ اسراف سے نہیں ڈرتے؟ تو حضرت ابراہیم بن ادہم نے کہا کہ ضیافت کے کھانے میں اسراف نہیں ہوتا ہے۔

(کیمیائے سعادت مترجم، ص: ۲۵۲، ادبی دنیا مٹیا محل دہلی)

اور مہمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ باقی ماندہ کھانا باندھ لے جائے۔ جیسا کہ صوفیوں کے ایک گروہ کی عادت ہے۔ ہاں! اگر میزبان ان سے حیا کی وجہ سے نہیں، بلکہ دل سے لے جانے کو کہے یا مہمانوں کو یہ معلوم ہو کہ میزبان دل سے راضی ہے، تو کھانا باندھ لے جانا درست ہے۔ بشرطیکہ اپنے ساتھ کھانے والے پر ظلم نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر زیادہ لے جائے گا، تو حرام ہو جائے گا یا اگر میزبان کی مرضی نہ ہو، تو بھی ایسا کرنا حرام ہے۔ کھانے پینے سے فارغ ہونے کے بعد صاحب خانہ سے اجازت لے کر باہر ہونا چاہیے اور میزبان کو چاہیے کہ اپنے گھر کے دروازے تک مہمان کو چھوڑنے آئے۔ اس لئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

اور میزبان کو چاہیے کہ اچھی بات کہے اور خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ اگر مہمان کی طرف سے کوئی خامی دیکھے، تو اسے حسن اخلاق سے چھپادے۔ اس لئے کہ حسن اخلاق بہت سے تقربات (یعنی بہت سے ایسے امور سے جو تقرب خداوندی کے ذرائع ہیں) سے زیادہ عمدہ اور زیادہ بہتر ہے اور امام جلال الدین سیوطی، محقق دوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم، مصنف ملا جلال وغیرہ اخلاق جلالی میں کھانا کھانے کے آداب سے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ پہلے ہاتھ ناک اور منہ کو پانی سے دھو کر صاف کرے اور بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرے، کھانے پینے سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہے اور جلدی جلدی نہ کھائے۔

ہاں! اگر میزبان ہو، تو کوئی حرج نہیں اور اس طرح بے ڈھنگا پن سے نہ کھائے کہ ہاتھ اور کپڑا اور دسترخوان کھانا وغیرہ سے آلودہ ہو جائے اور تین انگلی سے کھائے اور کھانے میں منہ کو

زیادہ نہ کھولے اور بڑا بڑا نوالہ منہ میں نہ ڈالے اور جلدی جلدی نگلے نہیں اور زیادہ دیر تک منہ میں لگا کر بھی نہ رکھے اور کسی چیز کے کھانے کے درمیان ہاتھ اور انگلیوں کو نہ چاٹے۔ مگر کھانا کھانے کے بعد، کہ یہ سنت ہے اور عمدہ عمدہ کھانے کی طرف نظر نہ کرے اور کھانے کو نہ سونگھے اور عمدہ عمدہ کھانوں کو اپنے لئے خاص نہ کرے اور دسترخوان پر جتنے قسم کے کھانے ہوں، ہر قسم کے کھانے سے لے کر کھائے اور اگر دسترخوان پر تھوڑا کھانا عمدہ ہو، تو اس پر حرص نہ کرے اور دوسروں کو کھلا دے اور انگلیوں پر چربی نہ رہنے دے۔ روٹی اور نمک تر نہ کرے اور جو شخص ساتھ کھائے، اس کے لقمہ کی طرف نہ دیکھے، اپنے سامنے سے کھائے، اگر میوہ ہو، تو برتن کی ہر جانب سے کھا سکتا ہے اور ہڈی وغیرہ منہ سے نکال کر روٹی اور دسترخوان پر نہ رکھے اور اگر نوالہ میں ہڈی ہو، تو چپکے سے نکالے اور ایسی حرکت سے، جس سے لوگوں کو نفرت ہو، پرہیز کرے اور کوئی چیز منہ سے نکال کر پیالہ میں نہ ڈالے اور اس طرح سے کھائے کہ دوسرا آدمی اس بقیہ کھانا کو کھانے سے نفرت نہ کرے اور اگر مہمان ہو، تو میزبان سے پہلے بھی نہ کھائے، ہاتھ کھینچ لے اور جب دوسرے لوگ کھانے سے ہاتھ روکیں، تو ان لوگوں کی موافقت کرنی چاہیے اور کھانا سے ہاتھ روک لینا چاہیے۔

ہاں! اپنے گھر، جس جگہ کہ محارم لوگ ہوں کہ ایسے موقع پر اگر ساتھ کھانے والوں کے ہاتھ روک لینے پر ہاتھ نہ روکے، تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور میزبان کو چاہیے کہ جب مہمان کھانے سے ہاتھ روک لیں، تو ہاتھ روکنے کا سبب دریافت کرے یا اور بھی کھانے کے لیے اصرار کرے کہ اگر کسی کو بھوک باقی رہ گئی ہو، تو کھانے میں شرم محسوس نہ کرے اور اگر کھانا کھانے کے درمیان پانی پینے کی ضرورت پڑے، تو آہستگی سے پیئے کہ منہ اور حلق کی آواز دوسرا نہ سنے اور لوگوں کے سامنے خلال نہ کرے اور جو کچھ خلال سے نکالے، اس کو ایسی جگہ ڈالے کہ لوگوں کو نفرت نہ ہو اور ہاتھ دھونے کے وقت انگلیوں اور ناخن کو صاف کرنے میں خوب مبالغہ کرے اور اسی طرح لب و منہ اور دانتوں کے صاف کرنے میں جہد بلیغ [خوب صفائی] سے کام لے اور تھوک طشت میں نہ ڈالے اور جس پانی سے منہ دھوئے، یعنی کلی کا پانی جب ڈالے، تو ہاتھ سے چھپا کر ڈالے اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے میں دوسروں پر سبقت نہ ڈھونڈے، یعنی دوسروں سے پہلے ہاتھ دھونے کو نہ جائے۔ مگر کھانا کھانے میں میزبان کو مہمانوں سے پہلے دھونا چاہیے۔

عرس کے کھانے کا بیان

جب بالعموم تمام کھانوں کا ادب و احترام عقلاً ونقلاً لازمی اور ضروری ہے، تو حضرات بزرگان دین کے اعراس کے کھانے اور بھی اہم ہیں۔ اولاً: بایں وجہ کہ جتنے لوگ کسی بزرگ کے عرس میں حاضر اور شریک ہوتے ہیں، اس بزرگ کے مہمان ہوتے ہیں۔ عرسوں میں کھانے پینے کی جس قدر چیزیں، اس صاحب عرس بزرگ کے آستانہ کے خدام حضرات عرس کے مہمانوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، درحقیقت اس صاحب عرس بزرگ کی چیزیں ہوتی ہیں۔ خدام آستانہ خادم ہونے کی حیثیت سے کھانے پینے کے اوقات میں اس بزرگ کی طرف سے مہمانوں کے سامنے جو چیزیں حاضر کرتے ہیں، حقیقت میں میزبان صاحب قبر ہوتے ہیں اور عرس میں شرکت کرنے والے مہمان دیگر لوگوں کے مہمان سے زیادہ معزز ومکرم ہوتے ہیں۔

ثانیاً بزرگا دین کے اعراس کے کھانے پر فاتحہ قل اور درود شریف پڑھنا چاہیے اور جس کھانا پر فاتحہ، قل اور درود پڑھا جاتا ہے، تبرک ہوجاتا ہے اور تبرک ہونے کے سبب دیگر کھانوں سے زیادہ لائق تعظیم اور قابل احترام ہوجاتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 'فتاوی عزیزیہ' میں تحریر فرماتے ہیں:

'طعامے کہ ثواب آں نیاز حضرات امامین نمایند و برآں فاتحہ وقل و درود خوانند متبرک می شود خوردن آں بسیار خوب است'۔

یعنی جس کھانے کا ثواب حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جناب میں نیاز کرتے ہیں اور اس پر فاتحہ اور قل اور درود شریف پڑھتے ہیں، وہ کھانا تبرک ہوجاتا ہے۔ اس کا کھانا بہت خوب ہے۔ عرس کا کھانا کھانے میں کھانے کے تمام مذکورہ آداب کا لحاظ رکھنے کے علاوہ اور بھی چند آداب کا لحاظ رکھنا لازمی اور ضروری ہے۔

پہلا یہ کہ عرس کا کھانا تقسیم ہونے کے وقت اپنے کھانے کے اندازے سے زیادہ کھانا نہیں لینا چاہیے۔ اس لئے کہ جتنا کھانا لیا ہے، نہ کھانے کی صورت میں صاحب عرس بزرگ کی چیز ضائع کرنا ہوگی۔ جو گناہ سے خالی نہیں ہے۔

دوسرا یہ کہ جتنا کھانا لیا ہے، کھانے کے بعد اس میں سے جس قدر کھانا بچ جائے، اس کو ضائع نہ ہونے دے۔ بلکہ اس کو رکھ لے۔ دوسرے وقت میں خود کھالے یا کسی اور کو کھلا دے اور اگر خود نہ کھائے اور دوسرے کو بھی نہ کھلائے، تو کم از کم اس متبرک کھانا کو ایسی جگہ رکھ دے کہ کوئی جانور یا چرند و پرند کھالے۔

تیسرا یہ کہ اگر کوئی کم کھانے کی وجہ سے یا جلد جلد کھانے کی وجہ سے جماعت کے لوگوں سے پہلے ہی کھانے سے فارغ ہو جائے، تو اٹھ نہ جائے، بلکہ ساتھ کھانے والے لوگوں کا انتظار کرے، جب کھاپی کر سب اٹھنے لگیں، اس وقت اٹھے۔

چوتھا یہ کہ خدامِ آستانہ جس کو جس مقدار سے کھانا اور سالن کھانے کے لئے دیں، اسی پر قناعت کرنی چاہیے۔ کھانا یا سالن گھٹ جانے کی تقدیر پر اور بھی دیدیں، تو اپنے کو خوش قسمت سمجھ کر خداوند جلّ وعلا کا شکرادا کرنا چاہیے۔

پانچواں یہ کہ عام طور پر دعوتوں میں اکثر لوگ جس طرح کھانا کھانے میں شرماتے نہیں ہیں کہ لینے کو تو زیادہ مقدار میں کھانا لے لیتے ہیں، مگر پورا کھانا نہیں کھا پاتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اور بچا ہوا کھانا دوسروں کے کھانے کے لائق نہیں رہتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے اور ان کے اس فعل سے بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے میزبان کے پاس زیادہ کھانا نہیں رہتا ہے اور شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ کھانے پینے کے یہ مذکورہ آداب احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آثار صحابۂ کرام اور معمولات سلف صالحین سے مستنبط اور ماخوذ ہیں۔

کھانا درحقیقت عبادت میں داخل ہے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ آداب وہ ہیں کہ جن پر عمل کرنا مسلمانوں کے ایمان اور اسلام کا نصب العین ہونا چاہیے۔ ان آداب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عامل ہونا درحقیقت مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی فلاح و بہبودی کا وسیلہ اور خداوند جل وعلا کی خوشنودی اور رضامندی کے حصول کا زبردست ذریعہ ہے۔ ان آداب نبوی پر عمل نہ کرنا کم نصیبی اور اللہ عزوجل اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرمندہ ہونے کا سبب ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران، آیت:۳۱) یعنی آپ (اپنے متعلق دنیا کے ان لوگوں کو جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں) اعلان فرما دیجئے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو، تو میری اتباع اور پیروی کرو، خدا تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

خداوند جلّ وعلا نے اس آیت مبارکہ میں اپنے رسول کی اتباع کرنے کو عام اور مطلق بیان کیا، کسی خاص امر کے ساتھ مقید نہیں فرمایا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کرنا ہم اور آپ کو ہر کام میں مثلاً اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، چلنے پھرنے، ہنسنے بولنے وغیرہ وغیرہ تمام کاموں میں ضروری ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہاں آپ کا کوئی قول اور کوئی فعل ایسا نہیں ہونا چاہیے، جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کے حدود اور دائرہ سے باہر ہو۔ واقعی! حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

مپندار سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز برپئے مصطفیٰ

چھٹا یہ کہ جماعت کثیرہ ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھانے کی صورت میں جب تک تمام لوگوں کو کھانا سالن وغیرہ پہنچ نہ جائے، کھانا شروع نہ کرنا چاہیے۔

ساتواں یہ کہ جس طرح مذکورہ چند امور کا لحاظ رکھنا مہمانانِ عرس کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ اس طرح عرس کے کھانا کھلانے والے منتظمین پر لازم ہے کہ جتنے لوگ کھانا کھانے کے لیے بٹھائے گئے ہوں، تمام لوگوں کو کھانا اور سالن ایک ہی مرتبہ دے دیں۔ تا کہ دوبارہ سہ بارہ کھانا یا سالن دینے کی ضرورت نہ پڑے اور کھانا کھانے والے لوگ کھانا یا سالن نہ ملنے کی شکایت نہ کرسکیں اور تمام کھانے والے لوگوں کو اس سے آگاہ اور مطلع کر دینا چاہیے۔ تا کہ وہ لوگ دوبارہ کھانا یا سالن ملنے کی امید نہ رکھیں۔ کھانے کی بڑی بڑی مجلسوں میں اس صورت کے اختیار کیے بغیر نہ کھلانے پلانے کا انتظام اچھا ہوسکتا ہے اور نہ کھانا کھلانے والے منتظمین اس شکایت سے بچ سکتے ہیں۔

☆☆☆

'حیاتِ قطبِ پورنیہ'

پر مناظر اہل سنت حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مدظلہ کی رائے گرامی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بہار! یوں تو چھٹی صدی ہجری ہی سے اولیاوعلما کا مسکن اور دین کا خادم رہا ہے۔ لیکن آٹھویں صدی ہجری یعنی مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری کے وقت سے آج تک، جیسے باکمال اولیاوعلما اور دین متین کے خدمت گار یہاں پیدا ہوئے، ملک کے کسی اور حصّہ میں باستثنائے چند شاید و باید ہی پیدا ہوئے ہوں گے۔ صاحب مسلم الثبوت حضرت محب اللہ بہاری کے معاصرین میں کن کو ان کا ہم پایا قرار دیا جاسکتا ہے؟۔ امام احمد رضا کے مسلک کی ترویج واشاعت میں قاضی عبدالوحید فردوسی کا جواب کہاں مل سکتا ہے؟۔ اپنے وقت میں ملک العلما مولانا ظفر الدین جیسی علوم وفنون کی جامع شخصیت کہاں سے لائی جاسکتی ہے؟۔ آج امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی کے علاوہ فتاویٰ رضویہ کی تفہیم کا حق تنہا کون ادا کرسکتا ہے؟۔ مگر یہاں کے حضرات ہمیشہ نام ونمود سے دور، بوریائے بے ریائی پر مگن، خاموشی کے ساتھ دین وملت، علم وفن اور مخلوق خدا کی خدمت وہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

قطب پورنیہ حضرت مولانا محمد یوسف رشیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اپنے وقت کے ایسے ہی عالم بے بدل اور صوفئ باصفا تھے۔ آپ نے بے پناہ علم وفضل اور معرفت وولایت کے باوصف جس فاقہ مستی کے ساتھ دین متین کی خدمت اور خلق خدا کی ہدایت کا فریضہ انجام دیا، وہ پورنیہ، بہار کی خاموش تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔

عزیزی مولانا غلام جابر سلمہ زمانۂ طالب علمی ہی سے فعّال ومتحرک رہے۔ دُھن کے پکّے ہیں، پہاڑ کاٹ کے جوئے شیر نکال سکتے ہیں۔ پڑھنے، لکھنے کا شوق جنون کی حد تک ہے۔

لکھنے بیٹھتے ہیں، تو کھانا، سونا سب بھول جاتے ہیں۔ مسلسل لکھتے رہتے ہیں، جیسے جن مسلط ہو۔ وہ ایک دن میں اتنا کچھ لکھ لیتے ہیں، جتنا دوسرا پڑھ نہیں سکتا۔ ڈھائی سو سے زائد صفحات پر مشتمل اُن کی تازہ ترین تصنیف ''حیات قطب پورنیہ'' جو طباعت کے لئے پریس جارہی ہے، کل ای میل سے اس استدعا کے ساتھ موصول ہوئی کہ میں اس پر کچھ لکھوں۔ بھلا میں عدیم الفرصت آدمی اتنی جلدی کیسے پوری کتاب پڑھوں اور خامہ فرسائی کروں۔ لیکن کچھ نہ لکھنا ان کے حوصلوں کو مہمیز کرنے کی بجائے، سنگ راہ بننا ہوتا، اس لئے بس فہرست پہ سرسری نظر ڈال کر جناب ساحل شہسرامی کی تقریظ پڑھی اور جیسے تیسے چند سطریں سیاہ کردیں۔

بلاشبہ ڈاکٹر غلام جابر کا یہ بڑا کارنامہ اور اہل پورنیہ پر احسان ہے کہ انہوں نے سب کی طرف سے فرض کفایہ کی ادائیگی کا حق ادا کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے حوصلوں کو مزید توانائی بخشے اور بیش سے بیش دین وسُنیت اور قوم وملت کی خدمت کی بہتر توفیق عنایت فرمائے، آمین، بجاہٖ سَیِّدِالْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَوْلِیَاءِ مِلَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ شَرِیْعَتِہٖ اَجْمَعِیْن۔

فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی غفرلہ
جامعہ نوریہ شام پور رائے گنج بنگال
۱۷ رصفر المظفر ۱۴۳۴ھ / ۳۱ دسمبر ۲۰۱۲ء

☆☆☆

قطبِ پورنیہ حضرت شاہ محمد یوسف رشیدی قدس سرہ العزیز

اور امیر القلم مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی کی کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں:

[۱] نبیرۂ قطب پورنیہ مولانا محمد ندیم یوسفی، شاہ یوسف اکیڈمی، ہری پور، فون نمبر: 09199135652

[۲] ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی، مقیم میرا روڈ، بمبئی، فون نمبر: 09869328511

[۳] حافظ محمد مشفق، قادری کتاب گھر، چڑیا مور، بائسی، پورنیہ، فون نمبر: 09472938266

☆☆☆

درج ذیل کتابیں جلد منظر عام پر آرہی ہیں

احسن التواریخ تاریخ پورنیہ

تحقیق وتصنیف قطب پورنیہ الشاہ محمد یوسف قدس سرہ العزیز

معجزہ قدم رسول

تحقیق وتصنیف قطب پورنیہ الشاہ محمد یوسف قدس سرہ العزیز

رسالہ قراءت خلف لاامام

تحقیق وتصنیف قطب پورنیہ الشاہ محمد یوسف قدس سرہ العزیز

مولود رشیدی

تحقیق وتصنیف قطب پورنیہ الشاہ محمد یوسف قدس سرہ العزیز

دیوان رشیدی مجموعہ نعت وغزل

تحقیق وتصنیف قطب پورنیہ الشاہ محمد یوسف قدس سرہ العزیز

فاتحہ مروجہ ثبوت فاتحہ

تحقیق وتصنیف قطب پورنیہ الشاہ محمد یوسف قدس سرہ العزیز

باہتمام وسعی جمیل

نبیرہ حضور قطب پورنیہ مولانا محمد ندیم یوسفی نعیمی

مقیم حال مدرسہ فیضان غریب نواز رضا نگر بھنڈرا ضلع لوہردگا جھارکھنڈ 9199135652

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

قارئین کرام ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ۔ وبعدہ

حالات حاضرہ کے مد نظر افادہ عام کیلئے حضور جلالۃ العلم قطب العارفین ۔ قطب پورنیہ حضرت علامہ شاہ محمد یوسف علیمی رشیدی پورنوی ۔ قدس سرہ القوی ۔ کی تصنیف لطیف مسمی بہ اسلامی آداب دسترخوان ۔ آپ سب کی بارگاہ میں پی۔ڈی۔ ایف فائل کی صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

آپ سب کی نیک دعاؤں کا طالب۔

احقر العباد۔ محمد شاہ نواز عالم رضوی پورنوی۔

مسکونہ۔ نوری ٹولہ ہری پور بائسی پورنیہ بہار

موبائل نمبر۔9905397383